صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 27 اکتوبر 2017ء بمطابق 6 صفر المظفر 1439 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر، مہر تاج روغانی مسند صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیم۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ إِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیرٌO تُولِجُ الَّیۡلَ فِی النَّھَارِ وَتُولِجُ النَّھَارَ فِی الَّیۡلِ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَتَرۡزُقُ مَن تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ۔

(ترجمہ): کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔ و آخِرُ الدَعوَانا أنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِین۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُواْ قَوْلِي۔

جناب سردار حسین: میڈم!-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ہاں آتی ہوں، Usually تو میں پوائنٹ آف آرڈر شروع میں نہیں دیتی، یہ میں نے Principle بنایا ہوا ہے لیکن آج چونکہ-----

محترمہ آمنہ سردار: میڈم-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بات تو مجھے ختم کرنے دیں پلیز، میں یہ کہہ رہی تھی کہ Usually I don't allow any point of order in the beginning, I usually give the chance when I finish the Questions/Answer session because Questions/Answer بہت سالوں کے پڑے ہوتے ہیں، پھر رہ جاتے ہیں لیکن آج ایک بہت Burning issue ہے جو سردار حسین صاحب نے میرے ساتھ آفس میں ڈسکس کیا ہے، شاہ فرمان صاحب بھی بیٹھے تھے، وہ اتنا Important issue ہے کہ ہم نے کہا کہ اس پہ ہم ٹائم دیں گے لیکن Before I give the mike to you، یہ میڈیا والے کیوں چلے گئے ہیں؟

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات نے ایوان کی کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہوئے واک آؤٹ کیا)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز شاہ فرمان، میڈیا والوں کا کیا مسئلہ ہے، مجھے تو کچھ پتہ نہیں لگا، Anyway، اس طرح ہے کہ میں صرف ایک بات کہتی ہوں کہ ہمارے چھ ممبران کے ابھی تک گوشوارے داخل نہیں ہوئے، باقی سب کے ہو گئے، یاسین خلیل، خلیق الرحمان، محمد ادریس، احمد خان بہادر، ملیحہ اصغر، نگہت اورکزئی، یہ چھ ابھی باقی ہیں جن کے گوشوارے ابھی داخل نہیں ہوئے، باقی سب کے ہو گئے تو ان چھ کو They are requested کہ یہ اپنے گوشوارے داخل کریں اور شاہ فرمان صاحب اور لاء منسٹر آپ دونوں جائیں کیونکہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ ابھی تو ہم نے کارروائی نہیں شروع کی، جی سردار حسین۔

رسمی کارروائی

جناب سردار حسین: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ میڈم، میری درخواست یہ ہے کہ آج سے کوئی دس پندرہ دن پہلے خیبر ٹیچنگ ہسپتال میں ایک طالبہ جو کہ نرسنگ کی سٹوڈنٹ تھی، اس کے ہاسٹل کی

ساتویں منزل سے نیچے گری ہے اور چار پانچ دن ہسپتال کے Bed پہ پڑی رہی اور آخر میں وہاں دم توڑ گئی، میں نے بار بار کوشش کی کہ ایک انسانی جان ہے اس پر انکوائری کی جائے، تو ہسپتال کے اندر انہوں نے ایک انکوائری کر کے اپنے آپ کو بچایا، اصل صورتحال یہ ہے کہ وہ بچی فیل ہو گئی تھی، فیل ہونے کے بعد نرسنگ لاء کے اندر یہ ہے کہ اگر دو دفعہ بھی فیل ہو جائے تو تیسری دفعہ اس کو لاسٹ چانس دیا جاتا ہے فیل ہونے کی صورت میں، جب وہ دوبارہ ایڈمشن کے لئے فارم لے کر گئی تو وہاں کا جو ایڈمشن ڈائریکٹر تھا، انہوں نے اس کو وہاں سے باہر نکالا کہ آپ کو ہم مزید کوئی داخلہ نہیں دیں گے رولز کی Violation کر کے، اس کے بعد وہ بچی آئی اور دن کو اس نے کھانا نہیں کھایا اور شام کو بھی اس نے کھانا نہیں کھایا اور اپنی دوسری ساتھیوں کے ساتھ کمرے کے اندر موجود تھی کہ وارڈن نے رات کو وہاں جا کر کہا کہ آپ یہاں نہیں رہ سکتیں تو رات کے بارہ بجے ایک مسافر طالبہ، جو اس ادارے کے اندر موجود تھی، مجبور ہو گئی اور نکل کر اسی ہاسٹل کی ساتویں منزل سے اپنے آپ کو گرا کر جان دے دی، میں نے ہسپتال انتظامیہ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو جا کر کہا کہ آپ اس میں پولیس کو Involve کریں، قانون کے مطابق کوئی بھی لاش جب تک انوسٹی گیشن نہ ہو، پوسٹ مارٹم نہ ہو، ایف آئی آر لانچ نہ ہو تو اس کو دفنایا بھی نہیں جا سکتا اور ساتھ میں میری گزارش یہ ہے، میری گزارش یہ ہے-----

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس آ گئے)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: I welcome، سردار صاحب، ایک منٹ، میں ویلکم کرتی ہوں میڈیا People واپس آئے ہیں، Its very important کہ یہ آپ کا پوائنٹ نوٹ کریں، I welcome the media people and، سردار صاحب بہت Important مسئلہ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں تو I am glad you are here کہ آپ یہ نوٹ کر لیں، جی سردار صاحب۔

جناب سردار حسین: تو یہ طالبہ جو ہے پندرہ دن پہلے ساتویں منزل سے رات کو گر کر وفات پا چکی ہے، تین چار دن ہسپتال میں بھی رہی ہے لیکن نہ اس کی ایف آئی آر درج ہوئی اور اندرونی طور پر انہوں نے ایک انکوائری کر کے معاملہ کو دبانے کی کوشش کی، تو میری گزارش یہ ہے کہ اصل صورتحال یہ ہے کہ اس بچی کو ایڈمشن نہیں ملا اور ایڈمشن کے چکر میں اس کو ہراساں کیا گیا اور اس کے بعد وہ بھوکی پیاسی رہی اور رات کو

جاکر وارڈن نے مزید اس کو ہاسٹل سے نکالنے کی دھمکی دی تو اس نے یہ عمل کیا ہے، تو اس کے اندر میڈم! ایک ہسپتال کے اندر یہ واقعہ ہوا اور اس کی کوئی پوسٹ مارٹم رپورٹ موجود نہیں، ایک ہسپتال کے اندر یہ واقعہ ہوا، تھانہ ساتھ میں موجود ہے اس کی کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی، میں گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں، ٹریژری بنچز سے اور خصوصاً ہمارے سینیئر منسٹر بیٹھے ہیں کہ اب بھی مختلف حکومتی اداروں کے اندر کچھ ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو اس طرح کی پریکٹس کرتے ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، بس۔۔۔۔۔

جناب سردار حسین: ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس کی روم میٹ کو بلا کر کہا گیا کہ اگر آپ اس میں Witness بنیں گی، آپ بتادیں گی تو آپ کو بھی ہاسٹل سے نکالا جائے گا، خیر اس کے ماں باپ کو بلا کر لاش ان کے حوالے کر کے ان بچیوں سے کہا گیا کہ ان کو کہو کہ یہ خود پھسل کر گری ہے، رات کو بارہ بجے ساتویں منزل کے اوپر جا کر کون سی وہ پڑھائی کر رہی تھی، وہ کیا کر رہی تھی؟ اگر روڈ پہ مرتی، ایکسیڈنٹ میں مرتی، تو میری گزارش ہے اس کی دوبارہ انکوائری Initiate کر کے ایف آئی آر درج کی جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان صاحب، شاہ فرمان خان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر آبنوشی و محنت): شکریہ۔ میڈم سپیکر، یہ بڑا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کے اندر اگر ایک یتیم بچی کہیں پڑھ رہی ہو یا اس کو ایڈمشن کا ایشو ہو، اس کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو اور اس کو اس طرح ہراساں کیا جائے یا اس طرح کے ایک اقدام پر مجبور کیا جائے کہ وہ اگر خود بھی ساتویں منزل سے چھلانگ لگائے تو اس کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں اور یہ ایک ایسا حادثہ ہے کہ جس میں ایف آئی آر درج ہونا یا ویسے ہی Departmentally investigation کرنا یہ بڑا ضروری ہوتا ہے، اگر کہیں ایسے بچے ہیں یا بچیاں ہیں کہ وہ غریب ہیں، وہ یتیم ہیں اور ان کی آواز نہیں پہنچ سکتی تو نظام کے اندر، سسٹم کے اندر یہ گنجائش ضرور ہونی چاہیئے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ جو کچھ بھی کرے تو اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو گی، بد قسمتی سے ہماری نفسیات، ہماری Psyche ایسی بن چکی ہے کہ ہم اپنے آپ کو All in all سمجھتے ہیں، میں بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ آنریبل ممبر نے اور بلکہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک ایسا ایشو اٹھایا ہے جو صرف ایک بچی تک محدود نہیں ہے یا اس کے اندر جتنے بھی غرباء ہیں سب کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے، اور بد قسمتی سے ہوتا آرہا

ہے، میڈم سپیکر! میں خود بھی آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس فورم پر جو بھی Maximum possibleہو، کیا اسمبلی کے اندر اس کی انکوائری ہو سکتی ہے، کیا کسی Specific department تھرو ہو سکتی ہے لیکن میری یہ خواہش ہے اور یہ درخواست ہے کہ اس کیس کو As an example اٹھایا جائے اور اس کو ایسی Example بنایا جائے کہ کل کوئی یہ نہ سمجھے کہ کوئی غریب ہے، کوئی مسکین ہے تو اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، تو اس کے ساتھ جو بھی سلوک روا رکھا جائے وہ جائز ہے، بجائے اس کے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو Encourage کریں ان کے اندر حوصلہ ڈالیں، خود ہی ان کو Discourage کرتے ہیں اور یہ ایک Criminal Act ہے جس کی وجہ سے ایک بچی اگر اس پر مجبور ہو گئی، اب میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ وہ کس قسم کی انکوائری ہو سکتی ہے، ہاؤس کے پاس کیا اختیار ہے؟ لیکن میری ریکویسٹ ہو گی۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان صاحب، لیگل ایڈوائزر میرے جو یہاں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ نے کرنی ہو گی، لیکن ہم انہیں Bound کریں گے کہ کریں، ہمارا یہ کام ہے۔

وزیر آبنوشی و محنت: یا اگر آپ اس کی رپورٹ بھی مانگیں یا اگر اس کے لئے بھی آپ کسی اتھارٹی کو Delegate کریں کہ آپ کو وہ رپورٹ کرے یا ہاؤس کو، اس کے ساتھ ساتھ میڈم سپیکر! ہمارے صحافی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، احمد نورانی صاحب ایک سینیئر جرنلسٹ ہیں انہوں نے بڑا کام کیا ہے اسلام آباد کے اندر ایک Respectable figure ہیں اور ان کے اوپر آج حملہ ہوا ہے، Basically جو ہمیں اپنے بھائیوں نے بتایا کہ وہ Investigative journalist ہے Criminal investigation زیادہ تر انہوں نے کی اور بہت زیادہ کام کیا اور یہ بڑا حوصلے اور Courage والا کام ہوتا ہے کہ جب آپ ایک ایسے ملک میں جہاں پر جن کے پاس اختیار ہو، ان سے پوچھنا مشکل ہوتا ہے کہ آپ عوام کی نظر میں وہ چیزیں لائیں، میں اس کو پولیٹیکل لفظ استعمال نہیں کرتا لیکن چونکہ میرے بھائیوں نے مجھے بتایا کہ احمد نورانی صاحب کے اوپر نامعلوم افراد نے حملہ کیا ہے اور انہوں نے بہت زیادہ کام کیا پانامہ کیس کے اوپر بھی، تو یہ میں کوئی اس کی پولیٹیکل بات نہیں کرنا چاہتا، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے لوگ جو کہ اسی لئے ہم صحافت کو 4th pillar of the state سمجھتے ہیں، اس لئے یہ چوتھا ستون ہے کہ Efficient

انصاف دلانے میں میڈیا کا بہت بڑا رول ہے اور اسی وجہ سے government, transparency ہمارے اوپر جن کے پاس اختیار ہوا ایگزیکٹیو کے اوپر وہ چیک آتا ہے تو اگر ہم، صحافت ایک آئینہ ہے جو ہمیں بتاتا ہے، ہمیں دکھاتا ہے کہ ہمارے چہروں پر کتنے داغ ہیں؟ تو اگر کسی آئینے میں ہم داغ دیکھیں تو میڈم سپیکر! ہونا تو یہ چاہیئے کہ ہم اپنا داغ صاف کریں بجائے اس کے کہ ہم آئینہ توڑ دیں، اگر ہم آئینہ توڑنے کی کوشش کریں تو آئینہ ٹوٹے یا نہ ٹوٹے وہ داغ ہمیشہ ہمارے چہرے کے اوپر رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے آئینے جو اس ملک کے اندر کریمینل داغ کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں، ایسے آئینے کو اگر توڑنے کی کوشش بھی ہو جائے تو وہ داغ تو ہمیشہ سے رہتے ہیں بجائے اس کے کہ آئینے کی ہم قدر کریں اور اپنی اصلاح کریں، میں اس کو Condemn کرتا ہوں اور یہ خیبر پختونخوا حکومت کی Jurisdiction میں تو نہیں ہے لیکن میں پنجاب گورنمنٹ سے، اسلام آباد ایڈمنسٹریشن سے اس پورے ہاؤس کی طرف سے اگر آپ مجھے Allow کریں تو ہم ان سے یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اس کی انوسٹی گیشن کریں اور اس کو ایسے نہ جانے دیں، اگر صحافی برادری کے اندر Insecurity ہو گی تو ہمارا 4th pillar کام نہیں کرے گا، ہمارا 4th pillar کام نہیں کرے گا تو اس ملک کے اندر کبھی ٹرانسپرنسی اور انصاف نہیں آ سکتا، شکریہ میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: منور خان صاحب!

جناب منور خان ایڈوکیٹ: میڈم سپیکر، میں یہ ایک بات شاہ فرمان صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور ان سے ریکویسٹ کرتا ہوں، دیکھیں اگر اس میں یہاں کا کوئی سینیئر منسٹر یا کوئی سینیئر قسم کا بندہ اس میں شامل کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر اسی طرح وہی ڈیپارٹمنٹ اپنی انکوائری کرے اور اس فائل کو دبا دے تو اس میں میرے خیال میں میری ریکویسٹ ہو گی کہ اس میں کوئی سینیئر منسٹر یا سردار حسین صاحب کو اس میں شامل کریں تاکہ یہ ہو جائے۔

Madam Deputy Speaker: Sorry. You are talking about the nurse one; you are talking about the first one?. Okay, yes, Shah.Farman.

وزیر آبنوشی و محنت: میڈم سپیکر، اگر انکوائری کے اندر ہے تو بالکل اس کی Supervision، یہ اذان ہو جائے۔

(عصر کی اذان)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ فرمان صاحب۔

وزیر آبنوشی و محنت: بالکل میں منور خان صاحب کے ساتھ متفق ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ایشو ہے تو شہرام خان کی Supervision میں اور جو مؤور ہے دونوں کو اس میں ڈال دیں، ان کی Supervision میں ہو تو ان کو کیس کا پتہ بھی ہو ان کا ایریا بھی ہے اور شہرام خان Concerned منسٹر ہیں تو میری یہی ریکویسٹ ہو گی کہ آپ ان کو ڈال دیں۔

Madam Deputy Speaker: Is anybody from the Health Department here? ہیلتھ سیکرٹریٹ کا کوئی بندہ ہے یہاں؟ There is no one from Health here in this,. شاہ فرمان صاحب نے بھی کہا، منور خان صاحب نے بھی کہا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، پلس سردار حسین جو ہیں یہ انکوائری کریں گے And I think we should give it a time because، جب تک ٹائم ہم نہیں دیتے وہ چیزیں لٹکی رہتی ہیں I think two week should be enough for the inquiry, it's not big inquiry، تو Two week کے بعد جواب جو ہے سردار حسین صاحب! آپ ہمیں اسمبلی میں پیش کریں گے، یہ تو نمبر ون، اینڈ سیکنڈ جو ہے جو ہماری صحافی برادری کا ہے، Really I condemn it from my own behalf and from the behalf of the KP Assembly as a whole we condemn it and personally I feel as well کہ Honestly ہمارے یہ جو چار پانچ سال اس پولیٹکل لائف کے ہوئے ہیں، I think کہ جتنی ہیلپ ہمارے یہ جرنلسٹ کرتے ہیں، Honestly اتنی کوئی اور نہیں کر سکتا تو Really I appreciate their help اور اگر ان کے ساتھ یہ ہو تو یہ تو بہت زیادتی ہے، Okay, We come to the Question, sorry you want to, okay، اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر شروع میں نہیں کرتی، کیونکہ پھر Questions/Answer رہ جاتے ہیں، اوکے، شکیل صاحب! مائیک آن کړئ شکیل صاحب ته۔

جناب شکیل احمد (مشیر برائے بہبود آبادی): میډم سپیکر، د ملاکنډ لیویز په حواله باندې یو ایشو ده او ډیره Burning ایشو ده او ډیره Important او Sensitive ده۔ ملاکنډ لیویز چونکه د سیفران انډر راځی خو د هغې ریکروټمنټ او د هغې

اپوائنٹنگ اتهارټی چې ده هغې ډپټی کمشنر ملاکنډ وی۔ په ملاکنډ لیویز کښې څه پوسټونه ایډورټائز شوی وو په 9 مارچ 2016 باندې۔ او بیا د هغې فزیکل ټسټ چې وو هغه 27 جولائی 2017 باندې وو۔ چې په هغې کښې 6500 candidates هغوی هلته راغلے وو هغوی اپلائی کړې وه۔ او چې کله د هغوی فزیکل ټسټ اوشو نو شارټ لسټډ Candidates چې دی هغه 470 پاتې شو۔ او بیا د هغې Written ټسټ چې هغوی کیښودو نو هغه ئې په مارچ کښې د هغه فزیکل ټسټ اوشو چې هغې 6500 کسان وو او Written ټسټ ئې په 27 جولائی باندې Conduct کړو۔ په فزیکل ټسټ کښېcandidates 470 شارټ لسټډ وو او چې کله Written test شروع شو نو د Candidates تعداد چې وو، هغه 700 ته رسیدلے وو، 230 په هغې کښې Increase شوے دے، په هغې باندې هغه کوم خلق چې دلته کوالیفائی شوے وو په فزیکل ټسټ کښې، هغوی ترې هم ډیر زیات پریشانه، مونږه هم پریشانه، سوشل میډیا باندې هم یو ایشو جوړه شوه چې دا 230 کسانو دا Increase ډسترکټ ایډمنسټریشن کړے دے، که دا چا فرشتو دا نومونه هغوی کښې اچولې دی او بیا چې پینځه میاشتې پس، پینځه میاشتې پس ئې د هغې ریزلټ اناؤنس کړو نو اصول دا وو، طریقه دا وه چې دا څومره چا ټیسټ ورکړے وو چې د ټولو ریزلټ ئې ډیکلیئر کړے وے او هغه ئې اناؤنس کړے وے، هغې کښې ئې صرف 86 کسان Nominate کړی دی چې دوئ Exam پاس کړے دے باقی فیل شوی دی۔

Madam Deputy Speaker: Shakeel, there had been many irregularity, now what you-----

مشیر برائے بہبود آبادی: زه عرض کوم۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

مشیر برائے بہبود آبادی: میډم سپیکر، زه عرض کوم چې د پی ټی آئی ایجنډا، د پراونشل ګورنمنټ او Forget چې دے هغه Fair transparent طریقې سره ریکروټمنټ کول دی۔ ملاکنډ چې کوم د ریکروټمنټ دا عمل روان دے هغه Totally doubtful دے۔ هغې کښې ذاتی Like dislike شوی دی۔ زه ستاسو په وساطت دې هاؤس په وساطت سیفران نه هم دا مطالبه کوو او د پراونشل

Appointing Authority گورنمنټ نه، د چیف منسټر صاحب چونکه هغې کښې
چې ده هغه ډپټی کمشنر وی د هغوی نه هم دا مطالبه کوو چې دغه کوم
ریکروټمنټ پراسیس روان دے دغه د کینسل کړی او ټرانسپیرنټ طریقې سره د
دا بهرتی اوکړی۔ ډیره مهربانی جی۔

Madam Deputy Speaker: Shah Farman Sahib, can you add what we should do about this because.

جناب شاہ فرمان (وزیر آبنوشی و محنت): میڈم سپیکر، یہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: یہ تو کوسچن بھی نہیں ہے، کال اٹینشن بھی نہیں ہے، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر آبنوشی و محنت: مجھے یہ نہیں کلیئر کہ اس کے اوپر فیڈرل گورنمنٹ کا جو سیفران ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کی کتنی اتھارٹی ہے، کیا ڈی سی Decision لیتا ہے یا پراسیس ڈی سی Specify کرے گا یا یہ اختیار ڈی سی کا ہے یا پراونشل گورنمنٹ کا اختیار ہے؟ میں بالکل اپنے آنریبل ممبر کے ساتھ، سپیشل اسسٹنٹ کے ساتھ میں Agree کرتا ہوں کہ اگر ان کو شک ہے اور اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو میں بالکل ان کے ساتھ متفق ہوں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اندر پراونشل گورنمنٹ کی Interference کتنی ہے؟ کیا اس کو آپ 'ایٹا' یا 'این ٹی ایس' کہیں کوئی بھی پروسیجر، جو سٹینڈرڈ ہے اور ٹرانسپرنٹ ہے، کیا یہ اختیار پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے؟ اگر پراونشل گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے تو ہم فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ بھی کرتے ہیں اور ان کو Communicate بھی کریں گے کہ یہ پروسیجر آپ اس طرح کا Adopt کریں، لیکن مجھے چونکہ Exactly اس اتھارٹی کا پتہ نہیں کہ یہ کس کے پاس ہے؟ جس پروسیجر کی شکیل خان نے بات اٹھائی ہے کہ جو پروسیجر یہ چاہتے ہیں، کیا اس کو پروسیجر کا فیصلہ سیفران کرے گا یا ڈی سی کرے گا؟ اس کے اوپر۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: That what I am saying that such like complex issue, it’s can’t be solved by just point of order.

اس کے لئے یا تو کوئی کال اٹینشن ہو، کوسچن ہو، Something، پوائنٹ آف آرڈر پہ تو کچھ نہیں Solve ہوتا، نہ منسٹر جواب دیتا ہے، جی جی شاہ فرمان۔

وزیر آبنوشی و محنت: اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو ہاؤس مطمئن نہیں ہے، گورنمنٹ مطمئن نہیں ہے صرف یہ Decide کرنا ہے کہ جو ہمارے پاس اختیار ہے، اگر شکیل صاحب کو پتہ ہو کہ یہ ہمارے پاس اختیار ہے تو

ہم تو بالکل اس کے اندر اگر ٹرانسپرنسی کا شک ہے، چکر ہے تو ہم بالکل Agree کرتے ہیں اور اس کو ٹرانسپرنٹ بناتے ہیں، اگر سیفران فیصلہ کرے گا تو پھر ہم ریکویسٹ کر سکتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، شکیل صاحب!

مشیر برائے بہبود آبادی: میډم سپیکر، څنګه چې شاه فرمان صاحب اووئیل د سیفران لاندې لیوی راځی، د هغوی ممبرز دیکښې ناست وی خو Appointing Authority چې ده هغه ډپټی کمشنر دے۔ دا بالکل کوئسچن پکار وو، بالکل کال اټینشن پکار وو خو زمونږ ډپټی کمشنر چې دے هغه بضد دے چې زه به ئې هم په دغه پروسیجر په دغه طریقه کار باندې کوم نو زمونږ د پی ټی آئی یا د پراونشل ګورنمنټ چې کوم ټارګټ دی، کوم ز مونږه ایجنډا ده، کوم زمونږه وعدې دی، دا ټوټلی د هغې نفی کیږی۔ څکه زه پوائنټ آف آرډر باندې پاسیدم او که دا څیز رکاؤ نه شو نو زمونږ د ټولو بدنامی به پکښې اوشی او پکار ده چې انصاف اوشی او میرټ اوشی او چې چا ټیسټ کوالیفائی کړے دے، د هغوی نه د اپوائنټمنټ اوشی۔ ډیره مننه جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ فرمان!

جناب منور خان ایڈوکیٹ: میڈم سپیکر، میں اس میں ایک گزارش کرتا ہوں اوران کی بات کو آگے لے جانا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت اس کی انکوائری کرے اور وہاں سے ریکارڈ منگوائے، اس کے لئے شاہ فرمان خان اور شکیل خان اور باقی جتنے بھی یہاں پہ ایم پی ایز ہیں اس کی انکوائری مقرر کریں اور وہاں سے رپورٹ منگوائیں، آپ کے پاس پاور ہے، ضروری تو نہیں ہے کہ میں کال اٹینشن لے آؤں گا، یہاں پہ کوئی Illegal کام اگر ہوا ہے تو میں فلور پہ تو بات کر سکتا ہوں، شکیل صاحب کی بات ٹھیک ہے کہ اس کے لئے کوئی انکوائری مقرر کریں۔

Madam Deputy Speaker: By all means you can do that.

خو خبره دا ده چې دلته کښې دا Complex issue دا ده چې دا د فیډرل ده د پراونشل ده د دواړه ده۔ که د دې ځائې نه وه ما به ورته اوس وئیلی وو چې It’s with the Federal as well, not only with the Provincial Ji, اوکړے Nasrullah Sahib!, Okay, I really don’t know whether this is my jurisdiction or not because it’s not the provincial issue. I am saying

تو میں شاہ فرمان اور لاءit again and again but till, still if it's a burning issue منسٹر دونوں کو کہتی ہوںAlong with Shakeel یہ تین کی کمیٹی بن گئی ہے، آپ منگوائیں رپورٹ اور دیکھیںwithin a weak time، دیکھیں کہ Irregularity ہوئی ہے کہ نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو Then we go further. Thank you very much; Okay, I am going to the Question answer session now.، جی، نجمہ شاہین صاحبہ۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

* 5180 _ محترمہ نجمہ شاہین: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ کوہاٹ یونیورسٹی میں سال 15-2014 اور 16-2015 میں کلاس فور کی بھرتی کی گئی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان بھرتی شدہ ملازمین کے ڈومیسائل، شناختی کارڈ کی کاپی اور اخبارات کے اشتہارات کی مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی نہیں، یہ درست نہیں ہے۔

(ب) کوہاٹ یونیورسٹی میں کوئی کلاس فور ملازمین سال 15-2014 اور 16-2015 میں ریگولر بنیاد پر بھرتی نہیں کئے گئے، تاہم کنٹریکٹ اور Contingent پر بھرتی کئے گئے ہیں، ان کے نام، ولدیت، شناختی کارڈز، ڈومیسائل بمعہ فوٹو کاپی اور اشتہارات کی کاپی ایوان کو فراہم کی گئی۔

محترمہ نجمہ شاہین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ میڈم، کوسچن نمبر ہے 5180، یہاں پہ میں نے پوچھا ہے کہ کوہاٹ یونیورسٹی میں 15-14 اور 16-15 میں کلاس فور کی بھرتیاں ہوئیں ہیں کہ نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہاں کوئی بھرتی نہیں کی گئی اور ساتھ ہی یہ کہا جا رہا ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہوئی ہیں اور باقاعدہ ڈومیسائل اور اس کے ساتھ تفصیلات بھی بتائی گئیں ہیں، وہ تو ٹھیک ہے، لیکن ایسی کیا وجوہات تھیں کہ جب ان کو ضرورت بھی ہے تو پھر یہ کنٹریکٹ پہ کیوں کی گئی ہیں، ان کو ریگولر کیوں نہیں لیا گیا؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو میں نے اس میں ڈیٹیل چیک کی ہے تو ہمارا اتنا بڑا ضلع ہے ضلع کوہاٹ، اور

یہاں 30, 35 افراد جو ہیں وہ صرف ایک ہی گاؤں کے ہیں، چھوٹا سا گاؤں ہے چور لکی، اسی کے تیس افراد جو ہیں وہ اس میں تعینات کئے گئے ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب! آپ کے جواب سے پہلے میں یہ کہتی ہوں کہ میں نے نوٹس کیا کہ یہاں There was no Health sort of Officer. ہیلتھ کا کوئی بھی بندہ آج موجود نہیں ہے، اس کا ہم نے نوٹس لے لیا ہے، کیونکہ ہر ایک ایشو آسکتا ہے، اس لئے سارے ڈیپارٹمنٹس کے لوگ آنے چاہئیں، جی مشتاق صاحب!

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، آنریبل ایم پی اے صاحبہ کے سوال کا جواب تو دے دیا گیا ہے، دیکھیں یونیورسٹی میں دو طرح کی بھرتیاں ہوتی ہیں، ایک ریگولر اور دوسری کنٹریکٹ یا ڈیلی ویجز کے اوپر، ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ تب ہوتا ہے کہ جب ان کو Intense need ہو، انسٹیٹیوشن کے اندر کوئی نئے بلاکس بننے شروع ہو گئے ہوں، نئے ایجوکیشن کے ڈسپلے شروع کر دیئے گئے ہوں تو Immediately اس Need کو پورا کرنے کے لئے ان کے پاس ایکٹ کے اندر یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ پہ کر سکتے ہیں، لیکن جب ان کو ریگولر کریں گے، کیونکہ وہ اشتہار لگائیں گے اور پراپر پروسیجر کو Adopt کر کے ہی ان کو ریگولر کیا جا سکتا ہے، Otherwise ریگولر نہیں کیا جا سکتا، لہذا یہ ریگولر بھرتیاں نہیں ہیں اور یہ جو ڈومیسائل کی بات ہے تو یہ سارے کوہاٹ ڈسٹرکٹ کے اندر سے ہی ہیں اور یہ مجھے علم نہیں ہے کہ ایک گاؤں سے آئے ہیں یا کس گاؤں سے؟ لیکن ڈومیسائل جو ہے وہ سب کا ڈسٹرکٹ کوہاٹ کا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، نجمہ بی بی۔

محترمہ نجمہ شاہین: یا تو اس میں انہوں نے جو اشتہار لگایا ہے تو اشتہار پھر اسی علاقے میں لگایا، اسی گاؤں میں لگایا گیا ہو گا چور لکی علاقے میں، کیونکہ یہ پچاس ساٹھ بھرتیاں جو ہیں تو وہ کنٹریکٹ پہ ہیں، فوری طور پر کی گئی ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق صاحب!

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: دیکھیں، وائس چانسلر کے جو اختیارات ہیں ایکٹ کے اندر، وہ اسی آنریبل ہاؤس نے اسے دیئے ہیں ایکٹ میں، اور اگر کوئی چیز ایکٹ سے ہٹ کر ہے تو اس کے اوپر بات کی جاسکتی ہے اور یہ پبلک ایمپلائز نہیں ہیں، اگر ان کی Need پوری ہو جاتی ہے یا بعض اوقات کسی وقت ان کو وہ آؤٹ بھی کر سکتے ہیں، لیکن جو ریگولر ایمپلائز ہوتے ہیں پھر پنشن بھی ان کا حق بنتا ہے اور ان کی ساری چیزیں وہ ہوتی ہیں تو اکثر یونیورسٹیاں وقتی طور پہ کنٹریکٹ یا ڈیلی ویجز سے Need کو پورا کر لیتی ہیں، جب ان کو ضرورت نہ ہو تو پھر چونکہ ان کے ساتھ معاہدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ آپ اتنے Specific period کے لئے آ آپ یہ کام کریں گے اور جب ریگولر کی ان کو ضرورت ہوتی ہے تو Then وہ Properly اس کو Advertise کرتے ہیں اور یہ سینڈیکیٹ کی Three members کی کمیٹی ہوتی ہے جو کہ ریکروٹمنٹ کو پراسیس کر سکتی ہے، In past یہ اختیار صرف ایک شخص وائس چانسلر کے پاس ہوا کرتا تھا، یہ جو ایکٹ کے اندر ہم نے امنڈمنٹ کی ہے تاکہ اس راستے کو ہم بند کر سکیں One man show والا، تو ہم نے سینڈیکیٹ کی Three members committee کے حوالے یہ کر دیا، In the act تو وہی ان کی ریکروٹمنٹ کر سکتے ہیں On regular basis۔

Madam deputy Speaker: Ji Najma Bibi, Its clear?

محترمہ نجمہ شاہین: ٹھیک ہے، اوکے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Next Question, Ji Jafar Shah Sahib! your Question is 5182.

* 5182 _ جناب جعفر شاہ: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 اور 16-2015 میں صوبے کے مختلف مقامات پر نئے ڈگری کالجوں کے قیام کے لئے فنڈز مختص کئے تھے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ دو سالوں کے دوران کتنے اور کن کن مقامات پر گرلز اور بوائز ڈگری کالج مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے کالجوں پر کام جاری ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی منصوبہ سال 15-2014 میں 10 نئے کالجز اور سال 15-02-16 میں 19 نئے کالجز کے لئے فنڈز مختص کئے گئے تھے۔

(ب)ان کالجز پر کام جاری ہے جبکہ 17 کالجز کے لئے زمین حاصل کرلی گئی ہے اور بہت جلد ان پر کام شروع کیا جائے گا،ان میں سے تاحال کوئی کالج مکمل نہیں ہوا، جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) محکمہ اعلیٰ تعلیم میں کالجوں کے لئے نئے کم خرچ ڈیزائن کی منظوری ہو چکی ہے جو کہ کافی وقت طلب کام تھا جس کی وجہ سے کالجز کی تعمیر کا کام بروقت شروع نہیں کیا جاسکا۔

(ii) کالجز پر کام شروع ہونے میں تاخیر کی دوسری وجہ مناسب زمین کا حصول ہے جس کی وجہ سے کام شروع ہونے میں تاخیر ہو جاتی ہے،اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ دور میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختلف سالوں میں کالجز کی تعمیر کے جو منصوبے شامل کئے گئے تھے ان میں کوئی بھی گزشتہ دور حکومت میں مکمل نہیں ہوا،ان منصوبوں میں بعض کالجز کی تکمیل حالیہ دور حکومت میں ہوئی اور کچھ پر اب بھی کام جاری ہے،اس کی مثال گرلز کالج پار ہوتی مردان، گرلز کالج رستم مردان، بوائز کالج رستم مردان، بوائز کالج ہند کو دامان پشاور اور اس طرح کے دیگر کئی کالجز ہیں جو کہ پچھلے دور حکومت کے منصوبے ہیں اور موجودہ دور حکومت میں مکمل ہوئے یا ہو رہے ہیں،اس کے علاوہ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ موجودہ حکومت کی کاوشوں سے پچھلے 4 سالوں میں 43 کالج مکمل ہوئے ہیں۔

<u>جناب جعفر شاہ</u>: تھینک یو۔ میڈم سپیکر، سوال نمبر 5182،اس میں میں نے 15-2014 میں نئے کالجز کے قیام کے حوالے سے سوال پوچھا ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ 17/29 کالجز پہ کام شروع ہے لیکن یہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے اور وجوہات یہ بتائی گئی ہیں کہ ایک تو زمین کا مسئلہ ہے، زمین کے حصول میں ان کو مشکلات پیش آتی ہیں اور زمین کے حوالے سے میری آنریبل منسٹر صاحب سے یہ بات ہو گی کہ زمین کا مسئلہ صرف کالجز کا نہیں ہے یہ تمام سرکاری اداروں کا ہے، سکولوں کا بھی یہی مسئلہ ہے اور اس پہ میں پہلے بھی اس فلور پہ میں بات کر چکا ہوں کہ اس کے لئے کوئی طریقہ، چار سالوں سے اس فلور پہ یہی ہم کہتے رہے کہ اس کے لئے کوئی موزوں طریقہ ڈھونڈا جائے، کیونکہ ابھی میں اپنے حلقے کی مثال دے دوں تو وہاں پہ ایسے سکول ہیں، دوسرے کوسچن میں میں اس کا ذکر کروں گا کہ وہاں پہ تین ہزار روپے Square feet cost ہے لینڈ کی، اور گورنمنٹ ان کو سو روپے اور 80 روپے دیتی ہے تو کون دے گا زمین؟ تو اسی لئے وہ

لوگ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں تو اس کے لئے کوئی ایسا طریقہ کار، کوئی پلان ہے یا نہیں ہے؟ پلان ہونا چاہیئے اگر نہیں ہے تو اس سے پورا صوبہ بہت متاثر ہوگا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق غنی!

جناب عبدالستار خان: میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ضمنی ہے؟ اوکے ستار خان۔

جناب عبدالستار خان: میڈم، شاہ صاحب نے جو سوال کیا ہے اس میں میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جس طرح اس کے جز (ج) میں جو ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہے کہ 2013 کے بعد آج تک زمین کے حصول کا پراسیس جاری ہے اور وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے، تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں دیگر علاقوں میں غالباً نور سلیم کے حلقے میں بھی ایک مسئلہ چار سال سے چلا آرہا ہے اور دیگر جو حلقہ جات ہیں وہاں پہ جو ڈگری کالجز کی زمینیں ہیں یا جو انٹر کالجز کی زمینیں ہیں اس میں زمین کے حصول میں چار سال کا وقت ضائع ہوتا ہے، کیا گورنمنٹ کی کوئی واضح پالیسی نہیں ہے؟ اس میں اتنا Delay کرنے سے پراجیکٹ کی Cost بڑھتی ہے، پھر یہ Sick price میں چلا جاتا ہے اور پھر یہ بن نہیں سکتا ہے جس سے صوبے پر بہت بڑا Burden آتا ہے، اس کے لئے منسٹری نے اور گورنمنٹ نے کیا پالیسی اختیار کی ہے کہ اس کو Within time مکمل کیا جائے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی مشتاق خان!

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، حقیقت یہ ہے کہ ہم سے پہلی حکومتوں نے بہت سی جگہ مہنگے داموں زمینیں خریدیں، اب اس کی ایک اور ہسٹری ہے، اور پھر کالج کی تعمیر پہ جو خرچ اٹھتا تھا، وہ کم از کم پچیس کروڑ خرچ اٹھتا تھا، ہم نے اس کو Analyze کیا تھا کہ اتنی بڑی رقم ایک کالج کے اوپر خرچ ہوتی ہے جبکہ دس سال بعد جا کر اس بلڈنگ کی صحیح یوٹیلٹی ہوتی ہے تو ہم نے ایک ماڈل ڈیزائن کیا جس پر ہمارا ان چیزوں میں وقت لگا کہ ایک تو ہم Cost کو کم کریں، تو اب ہم نے دس کروڑ بچا لئے اور ہم اب پندرہ کروڑ کالج کی تعمیر پر خرچ کرتے ہیں اور ایک 'پراپر' ڈیزائننگ ہے اس کے اندر جو چار پانچ سال کے لئے Sufficient ہے اور جہاں بھی کالج کی Need ہوتی ہے، دوسرا بلڈنگ کی سائٹ کا جو معاملہ ہے

یہ ڈپٹی کمشنر کے پاس اختیار ہے کہ وہ دیکھتے ہیں اور جہاں پہ بلڈنگ Feasible ہو اور پھر کچھ مناسب ریٹ پہ بھی ہو، اب آپ ایک کروڑ روپے پہ کنال یا ڈیڑھ کروڑ پہ کنال زمین تو نہیں لے سکتے، تو کوشش یہ کی جاتی ہے کہ کچھ مناسب ریٹ کے اوپر زمین مہیا ہو جائے تاکہ ان پندرہ کروڑ روپے کے اندر ہم کالجز کی تعمیر کر سکیں، تو ہماری طرف سے کوئی Delay نہیں ہے، وہاں کی لوکل ایڈمنسٹریشن ہے، زمین بعض اوقات بعض علاقوں میں تو بالکل نہیں ملتی، اگر ملتی ہے تو بہت ہی کسی ویرانے میں جا کے مل جاتی ہے جہاں پہ کالج ہی نہیں ہوتا، Otherwise Feasible، ہم نے تو اپنے ٹائم میں 15-2014 میں دس نئے کالجز اور 16-2015 میں انیس نئے کالجز کے لئے فنڈز مختص کئے تھے جس کی تفصیل اس میں موجود ہے اور سترہ کالجز کے لئے زمین حاصل کر لی گئی ہے جس پہ کام اب شروع ہو چکا ہے اور ابھی Completion stage میں ہے، کوئی کسی اور سٹیج میں ہے اور یہ کم خرچ ڈیزائن جو ہے اس کی وجہ سے تھوڑا اس میں شروع میں ہمارا ٹائم ضرور لگا ہے لیکن ہمارے اس دور میں ہماری اپنی یا پچھلی حکومت نے جو کالجز چھوڑ دیئے تھے، ان کے لئے فنڈز دستیاب نہیں تھے، ہم نے چار سالوں میں 43 کالجز مکمل کئے ہیں تو اس طرح ہمیں جو وراثت میں ملے، وہ ایک سو ستر کالجز تھے، آج اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے کوئی ڈھائی سو کے قریب کالجز فنکشنل ہیں اور کام کر رہے ہیں اور چودہ کالجز ان شاء اللہ ایک آدھ مہینے میں وہ بھی کام شروع کر دیں گے، ان کی ایس این ایز فنانس میں ہیں، جیسے ہی ہمیں سینٹس مل جاتی ہیں، ہم ان کو بھی شروع کر دیں گے اور جعفر شاہ صاحب کا اگر کوئی Specific issue ہے تو ہمارے بڑے بھائی ہیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں، اس ایشو کو ہم Top priority پہ حل کریں گے۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی، جعفر شاہ صاحب!

<u>جناب جعفر شاہ:</u> چھوٹا بھائی یا بڑا؟ میڈم سپیکر، ایڈوائزر صاحب نے کہا کہ چونکہ زمین کی لاگت زیادہ ہے تو اس لئے ہم چار سال میں کوئی کالج نہیں بنا سکے، میرے خیال میں یہ Excuse نہیں ہے، اب ایک چیز کی لاگت اگر زیادہ ہے تو آپ لوگوں نے اس چیز پہ پابندی تو نہیں لگانی ہے، مارکیٹ لیول پہ آپ زمین لوگوں سے لے لیں، ریونیو ڈیپارٹمنٹ لے لے اور یہ صرف کالجز کی نہیں، تمام جتنی بھی سرکاری بلڈنگز ہیں، ان کے لئے یہ مسئلہ ہے، آپ انرجی اینڈ پاور میں دیکھ لیں، پرائمری ایجوکیشن میں دیکھ لیں، یہی مسئلہ چلتا آرہا

ہے اور پچھلے چار سال سے میرے اپنے حلقے میں بھی ایک سکول بنا ہے، پچھلے چار سال میں Because of these certain issues، ایک اور جو میرا ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں، Carry over میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو آپ نے 43 یا 29 کالجز شروع کئے ہیں تو آئندہ حکومت ان کو مکمل کرے گی ان شاءاللہ، اس میں یہ ایک کوئسچن ہے کہ اس کا Selection criteria کیا ہے، مطلب یہ پسند ناپسند کی بات ہے یا Need base؟ میں سمجھتا ہوں پسند ناپسند کی بات ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق غنی صاحب!

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم سپیکر، یہ پسند ناپسند کی بنیاد پہ نہیں ہوتا، جس علاقے سے ہمیں ڈیمانڈ آتی ہے کہ اس علاقے میں، یہ ڈیمانڈ Normally ایم پی اے حضرات ہی دیتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں کالج کی ضرورت ہے، ڈیپارٹمنٹ یہ کرتا ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو لکھتا ہے کہ آپ ہمیں سروے کرکے جو سکولز کے ڈی ای او میل اور فیمیل ہوتے ہیں کہ آپ ہمیں سروے کرکے بتائیں کہ اگر یہ کالج اس علاقے میں بننا ہے تو اس کے فیڈر انسٹیٹیوشنز کتنے ہیں، جو ہائی سکولز ہیں اس ایریا میں وہ کتنے ہیں، اس کے Nearby کہ کیا انٹرمیڈیٹ کی کلاس اگر یہاں پہ کالج بنے تو سٹارٹ ہو سکے گی؟ تو ان کی رپورٹ کے اوپر پھر ڈیپارٹمنٹ جو ہے آگے پراسیس سٹارٹ کر دیتا ہے، پھر ڈپٹی کمشنر کو ہم لکھتے ہیں کہ آپ اس کے لئے زمین کو Identify کریں، خواہ سرکاری لینڈ ہے یا پرائیویٹ لینڈ 'پرچیز' کرنی ہے تو وہ پھر سیکشن فور لگتا ہے اور اسی طریقے سے یہ چیز چلتی رہتی ہے، اور نمبر دو یہ ہے کہ ہر سال اے ڈی پی کے اندر دس پندرہ کالجز کی گنجائش ہم رکھتے ہیں اور جہاں Need basis requirement ہوتی ہے تو اسی پراسیس کو Adopt کرتے ہوئے ہم کالج وہاں پہ بناتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: ابھی ستار صاحب بھی ان کی جو بات ہے وہ بھی یہی کہیں گے، یہاں پہ تو مجھے لگتا ہے کہ نوشہرہ میں بہت Need ہے، عنایت اللہ صاحب کے حلقے میں بہت Need ہے، اور تو مجھے کوئی خاص Need نظر نہیں آرہی تو یہ Criteria ہے، میری ایک اور ریکویسٹ ہوگی کہ حکومت Should take it serious، اس کو سنجیدگی سے لے، کیونکہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے صرف ہائر ایجوکیشن کا نہیں ہے،

ایجوکیشن کا بھی ہے اور یہ پراسیس بہت Slow ہے اس کی وجہ سے کافی کام ہمارے ادھورے رہ جاتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی ستار صاحب!

جناب عبدالستار خان: میڈم، یہ جو سوال شاہ صاحب نے کالج کے حوالے سے کیا ہے یہ بہت اہم سوال ہے جس میں پورا صوبہ، میرے خیال میں زمین کے حصول میں ہر حلقہ اس سے متاثر ہے، چاہے وہ سکول ہے، چاہے وہ کالج کے لئے زمین کے حصول کی بات ہے، چاہے دیگر پراجیکٹس ہیں، دو سال سے جو Criteria رکھا گیا ہے پرائمری سکول اور مڈل سکول اور سیکنڈری سکول اور کالج کے لئے، شاید وہ Criteria پشاور کے حساب سے تو فٹ ہے لیکن کوہستان یا دیگر علاقوں کے حساب سے کبھی بھی وہاں پہ کوئی ادارہ نہیں بن سکتا ہے، لہذا میں گزارش کروں گا، مشتاق غنی صاحب نے کہا کہ ہم ایجوکیشن آفیسر کو لکھتے ہیں، وہ 'پروپوزل' دیتے ہیں، اس کی فزیبلٹی بناتے ہیں، اگر فزیبلٹی میں کوہستان کا ایک کالج اور نوشہرہ کا ایک، دونوں کے کالج آئیں تو کیا کوہستان کو Need base پہ ترجیح دیتے ہیں؟ یہ میرا سوال ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب!

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم، کوہستان میں ان کے پاس ماشاء اللہ بہت زبردست کالج موجود ہے، اس کو ہم نے سٹارٹ بھی کر دیا ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کسی جگہ پہ ضرورت ہے، تو ہم وہاں بھی تیار ہیں، بات یہ ہے کہ انہوں نے نوشہرہ یا بڑے شہروں کی Example دی ہے، میں ایبٹ آباد کی مثال دیتا ہوں آپ کو کہ یہ جتنے بڑے شہر ہیں، ان میں They densely populated جو کالجز پہلے ہیں، ان میں گنجائش ہی نہیں ہے، پشاور میں ہم اپنا سر ادھر ادھر مار رہے ہیں کہ ہمیں کوئی زمین ملے کیونکہ پشاور میں بہت زیادہ رش ہے، ابھی ایبٹ آباد میں Rented building کے اوپر ہم نے ایک کالج شروع کیا، گرلز کی بہت بڑی تعداد اور ایک دو مہینے پہلے اور اس میں ساڑھے پانچ سو تعداد ہو گئی ہے، یہ بچیاں داخلے سے باہر رہ جاتی تھیں تو کوئی بھی بڑا شہر ہو، اس میں یا Peripheries میں جہاں پہ ضرورت ہے اور وہاں پہ Feeder Institutions ہوں، دیکھیں میں کوہستان کی بات کر لیتا ہوں کہ آپ کالج بنوا لیتے ہیں، لیکن اس کے آس پاس فیڈر انسٹیٹیوشنز ہی نہیں ہیں تو اس کو کیسے چلایا جائے گا؟ تو پہلے فیڈر انسٹیٹیوشنز ہونے

چاہئیں، پہلے وہاں پرائمری، مڈل، ہائی سکولز ہونے چاہئیں، بوائز کے یا گرلز کے کہ اتنے بچے وہاں سے نکلتے ہیں، تو وہ کوہستان میں Accommodate نہیں ہو سکتے تو بٹگرام یا کسی دوسری جگہ جاتے ہیں، تو ان کے لئے پھر وہیں پہ Arrangement کرنی چاہیئے اور وہیں پہ کالج ان کے لئے بنانا چاہیئے، اگر ان کی اتنی Strength ہو، میں آپ کو بٹگرام کی ایک مثال دیتا ہوں، وہاں میں پچھلے دنوں گیا ایک گرلز کالج ہے ہمارا بٹگرام کے شہر کے بالکل وسط کے اندر اور بہت بڑی بلڈنگ ہے، ہاسٹل بھی ہے، ٹوٹل سو بچیاں وہاں پہ Enrolled ہیں اور گیارہ بچیاں پورا سال سٹڈی کے لئے آتی ہیں، Out of hundred، باقی صرف Exam کے لئے آتی ہیں، اب بعض اس طرح کے علاقوں میں یہ پرابلم ہے کہ آپ بلڈنگ تو بنادیں دس پندرہ بیس کروڑ کی اور وہ Wastage of money ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، جہاں ضرورت ہے آپ آجائیں، ہمیں بتادیں کہ ادھر یہ چار پانچ یونین کونسلز ہیں، ان میں اتنے فیڈر انسٹیٹیوشنز ہیں، If they are boys or girls college میں آج ہی آپ کو دے دیتا ہوں۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> ستار صاحب! نہیں، افکاری صاحب، اگلا کوسچن آپ خود لائیں گے، (مداخلت) نہیں سوری افکاری صاحب۔

<u>جناب اعزاز الملک:</u> میډم سپیکر صاحبه، د جعفر شاه صاحب او د عبدالستار صاحب مسئلې حل مشتاق غنی صاحب را اوباسی ان شاء الله، خو زما یو ډیره لویه مسئله ده، زما په حلقه کښې او دا یو لس نیم کاله اوشوه هلته یو کالج دے هغه جوړ شوے په تقریباً سات کروړ لاګت باندې او ایم ایم اے په وخت کښې جوړ شوے دے پینځه کاله پکښې بیا بل حکومت هم راغے ایم ایم اے نه پس هغې پکښې کلاس فور بهرتی کړی خو لا اوسه پورې پکښې کلاسز نه دی شروع شوی، دا یو لسم کال دے په سوشل میډیا چلیږی، ما پرې سوال هم جمع کړے وو په اسمبلی کښې خو کورم پوره نه وه د هغې په وجه باندې هغه سوال زما لیپس شو نو د دې وجې نه خو هغه کالج چونکه ډګری کالج نه دے ټیکنیکل کالج دے عمر زئی صاحب خو وزارت نه فارغ شوے دے خو بهر کیف د دې مسئلې حل راایستل پکار دی۔ اوس به چونکه خلقو کسبونه یاد کړی ئې او ډیر لوئې علاقه کښې۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹیکنیکل کالج دے ؟

جناب اعزاز الملک: جی جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹیکنیکل خو د دوئ Under نہ راځی۔

جناب اعزاز الملک: د دې نه دے جی خو څوک۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: No, Its not supplementary then, Ji, I go to the next Question 5192, Najma Bibi.

* 5192 _ محترمہ نجمہ شاہین: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا ضلع کوہاٹ میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالجز موجود ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ ضلع میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالجوں کی تعداد اور ان میں تعینات پرنسپلز، لیکچررز اور دیگر سٹاف کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے، ضلع کوہاٹ میں اس وقت چار گرلز کالجز کام کر رہے ہیں:

1) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج کوہاٹ۔

2) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج (کے ڈی اے) کوہاٹ۔

3) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نمبر تین کوہاٹ۔

4) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج لاچی، کوہاٹ۔

(ب) مطلوبہ تفصیلات ایوان کو مہیا کی گئیں۔

محترمہ نجمہ شاہین: کوئسچن نمبر ہے 5192، یہاں پر میں نے کوہاٹ ڈگری کالج کی تفصیل پوچھی ہے، انہوں نے چار گرلز کالجز کے بارے میں بتایا ہے، اس میں پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ہے جو کہ کوہاٹ سٹی میں واقع ہے اور تمام ضلع کا لوڈ جو ہے اسی کالج پہ ہوتا ہے، یہاں پہ ابھی تک انہوں نے خالی آسامیوں کا بتایا ہے کہ دس اور تقریباً بارہ کے قریب آسامیاں اس میں خالی ہیں لیکچررز کی، جو کہ ابھی تک یہاں خالی ہیں اور اس کالج پہ بہت لوڈ ہوتا ہے کیونکہ یہ Main city میں ہے اور یہاں پہ تمام علاقوں سے سٹوڈنٹس جو ہیں وہ آتی ہیں، اس کے علاوہ باقی دو کی جو کے ڈی اے کالج ہے اور اس کے علاوہ نمبر تین، یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج لاچی کے بارے میں، کہ یہ تو ابھی تک فنکشنل نہیں ہوااور یہ آج سے دو سال پہلے مکمل کیا گیا ہے، یعنی کروڑوں کی لاگت سے بننے والا، یہ صرف بلڈنگ ابھی تک وہاں موجود ہے اور اس کا ابھی تک کوئی افتتاح نہیں ہوا، وجہ پوچھ سکتی ہوں کہ اس پہ کیا مسئلہ ہے، اور اس کا افتتاح کیوں نہیں ہو رہا؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم، میں اپنی بہن کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ لاچی کالج میں بہت سے ایڈمشن بھی ہو چکے ہیں آپ اس کو ذرا انوسٹی گیٹ کر لیں، شاید آپ کا کوئسچن بہت پہلے کسی وقت آیا ہو تو لاچی کالج اس وقت فنکشنل ہے اور جو سٹاف کی Deficiency کی انہوں نے بات کی ہے، یہ آپ کو پتہ ہے کہ تھرو پبلک سروس کمیشن ہوتا ہے تو پبلک سروس کمیشن اب ہمیں بڑا Rapidly staff provide کر رہا ہے، اس ایک ڈیڑھ مہینے میں ہمیں تین سو سٹاف انہوں نے ریکروٹ کر کے دیا ہے اور ان کا یہ پراسیس جاری ہے اور کچھ ٹیچنگ اسسٹنٹس کو اسی ایوان نے ایک دو ہفتے پہلے ریگولرائز کیا تھا، یہ سارے Different پوسٹوں کے Against لگے تھے گریڈ انیس کے، بیس کے، اٹھارہ کے، تو اب ہم Seventeen کے اور بھی لا رہے ہیں ساروں کو، تو اس سے بھی یہ Deficiency پوری ہو جائے گی اور ساتھ ہی ہم نے پی ایس پی کا پراسیس سٹارٹ کر دیا ہے کہ یہ سترہ اٹھارہ میں جائیں جن کا ٹائم بنتا ہے، اٹھارہ، انیس، بیس، تو ان پوسٹوں کے اوپر بھی، جو یہاں ٹیچنگ اسسٹنٹس کام کر رہے ہیں، یہ جو ریگولر سٹاف ہے وہ پہنچ جائے گا ان شاء اللہ، مجھے امید ہے کہ Within next thirty days پورے صوبے کے اندر لیکچررز کی جو Deficiency ہے کسی بھی کالج کے اندر اس کو ہم Meet کر لیں گے ان شاء اللہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نجمہ بی بی، وہ کہہ رہے ہیں کہ شاید آپ کا کوئسچن Probably-----

محترمہ نجمہ شاہین: نہیں، یہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ کالج تاحال فنکشنل نہیں ہے، یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ابھی اس پہ اور-----

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: کس کا جی؟

محترمہ نجمہ شاہین: یہ کوئسچن کے Answer میں مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ کالج جو ہے گورنمنٹ گرلز کالج، آسامیاں پر شدہ ظاہر کی گئی ہیں، ایک عدد پرنسپل وغیرہ کے علاوہ پوسٹوں کو ٹرانسفر کر کے Proposal اعلیٰ حکام کو بھجوادی گئی ہے، مگر تاحال ابھی شائع نہیں ہوئیں اور کہنا یہ ہے کہ کالج تاحال فنکشنل نہیں ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی مشتاق صاحب! آپ نے کہا کہ Because this Question is very old one and it has already started and functioning، وہ کہتی ہیں کہ جواب میں لکھا ہے کہ فنکشنل نہیں ہے۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: یہ پہلے کا شاید ہو گا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: میں بھی یہی کہہ رہی ہوں کہ جواب بھی پہلے کا ہے۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: لیکن جو میں Latest آپ کو بتا رہا ہوں، شاید یہ کالج منسٹر لاء کے حلقے میں آتا ہے، آپ کے حلقے میں آتا ہے؟

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): جی ہاں۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: یہ کالج فنکشنل ہے اور جو سٹاف کی Deficiency کی آپ نے بات کی وہ بعض جگہوں پر ہے، اس کو ہم ان شاءاللہ جلد ہی پورا کر لیں گے، ایڈہاک کا پراسیس بھی ہم نے سٹارٹ کیا ہوا ہے، یہ جو ریگولرائز کیا ہے ہم نے ان کو بھی کیا اور ان کو Actual posts پر لا رہے ہیں اور پروموشنز بھی ہو رہی ہیں کالج لیکچررز کی، تو ان شاءاللہ یہ پورے صوبے میں کر رہے ہیں اور بعض ہارڈ ایریاز ہیں جن میں لوگ نہیں جاتے اس کے لئے بھی ہم نے الاؤنس کو بڑھا دیا ہے، پہلے بھی کوئی آٹھ نو ہارڈ ایریاز جو ہیں ان میں ہم Half basic pay جو ہے وہ دیتے ہیں، یہ کوئی چالیس ہزار بنتی ہے، اب ہم اس کو بھی Enhance کر رہے ہیں تاکہ مزید Attractive بنائیں اور صوبے کے ہر جگہ جو بھی کالجز ہیں Whether boys or girls وہاں پہ سٹاف کی Deficiency کو ہم پورا کر سکیں۔

Madam Deputy Speaker: Next Question is Jafar Shah Sahib.

* 5193 _ جناب جعفر شاہ: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مدین گرلز ڈگری کالج کی منظوری 12-2011 میں دی گئی تھی اس کے بعد کرایہ کی بلڈنگ میں کالج کی سرگرمیاں شروع کی گئیں جو کہ اب تک کرائے کی بلڈنگ میں جاری ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کے لئے زمین کے حصول کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پروویژن رکھا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مذکورہ کالج کی عمارت کے لئے زمین کے حصول میں کتنی پیش رفت ہوئی ہے، اور یہ کب تک مکمل ہوگا تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ مدین ڈگری کالج کی منظوری 12-2011 کے بجائے 13-2012 میں دی گئی تھی اور کالج کی سرگرمیاں تاحال کرائے کی بلڈنگ میں جاری ہیں۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے مذکورہ کالج کے لئے زمین کے حصول کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پروویژن رکھا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں، مذکورہ کالج کی عمارت کے لئے زمین کا حصول زیر عمل ہے جس میں سیکشن فور ہو چکا ہے اور محکمہ ہذا کو زمین کی قیمت تاحال ڈپٹی کمشنر سے وصول نہیں ہوئی اور جیسے ہی زمین کی قیمت کا تعین ہو جائے اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو سوات کالج کی تعمیر کی رپورٹ ڈی سی محکمہ اعلیٰ تعلیم کو فراہم کرے گا تو اس کی منظوری کے بعد فنڈز جاری کئے جائیں گے۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو۔ میڈم سپیکر، سوال نمبر 5193 سے متعلق کل میری بات ہوئی سیکرٹری صاحب سے اور سی پی او سے انہوں نے شروع کیا ہے تو Its okay۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. So you taking it back. Aurangzeb Nalotha Sahib, I think, he was here now.Aurangzeb Nalotha Sahib 5194. He is not here, so it lapses, I think he is gone for prayers.

جناب عبدالستار خان: تھوڑا اپینڈ نگ کریں وہ نماز پڑھنے گئے ہیں، نماز کے لئے گئے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نماز کے لئے تو میں نے بھی جانا ہے نا۔ جی، نیکسٹ سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔ It lapses; I think he is gone for prayers، نماز کے لئے گئے ہیں۔ مفتی جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سوال نمبر 5208۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

* 5208 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر خوراک ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ درست ہے کہ موجودہ دور حکومت میں محکمہ ہذا میں کلاس فور کے علاوہ دیگر ملازمین کو قواعد و ضوابط پورا کرنے کے بعد بھرتی کیا گیا ہے؛
(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 2013 تاحال محکمہ خوراک میں بھرتی شدہ ملازمین کے نام، پتہ، ڈومیسائل، تعلیمی قابلیت اور عہدے کی تفصیل ضلع وائز فراہم کی جائے، نیز تمام کامیاب اور ناکام امیدواروں کی لسٹ بمعہ تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟
حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ موجودہ دور حکومت میں کلاس فور کے علاوہ دیگر ملازمین کو قواعد و ضوابط پورا کرنے کے بعد بھرتی کیا گیا ہے۔
(ب) سال 2013 سے تاحال محکمہ خوراک میں زونل کوٹہ کی بنیاد پر خیبر پختونخوا پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار میں پوسٹوں پر بھرتی شدہ ملازمین کے نام، پتہ، ڈومیسائل، تعلیمی قابلیت اور عہدے کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی، جبکہ فوڈ ڈائریکٹوریٹ کی ڈیپارٹمنٹل سلیکشن کمیٹی کے دائرہ اختیار میں کلاس فور پر بھرتی شدہ تمام کامیاب اور ناکام امیدواروں کی میرٹ لسٹ بمعہ تعلیمی کی تفصیل بھی ایوان کو فراہم کی گئی۔
مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سوال نمبر 5208، میڈم، قلندر لودھی صاحب نے مجھے تفصیل بتا دی ہے، اس بنیاد پر میں اپنے کوسچن کو واپس لے لیتا ہوں، میں مطمئن ہوں۔
Madam Deputy Speaker: Thank you, Thank you very much, Next Question is again Mufti Said Janan Sahib.
* 5209 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر خوراک ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے سال 2013 سے تاحال صوبے کے زمینداروں کے علاوہ پنجاب و سندھ سے بھی گندم خریدی ہے؛
(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات ہیں ہو تو:
(i) ہمارے صوبے کو سالانہ کتنے میٹرک ٹن گندم کی ضرورت ہوتی ہے، آیا صوبہ اسے پورا نہیں کر سکتا؛
(ii) سال 2013 سے تاحال محکمہ نے صوبے کے جن زمینداروں سے گندم خریدی ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز گندم کے ریٹ کی تفصیل بھی ایئر وائز فراہم کی جائے؛

(iii) سال 2013 سے تاحال محکمہ نے جن دیگر صوبوں سے گندم خریدی اس کی تفصیل بمعہ ریٹ فراہم کی جائے؟

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) (i) صوبہ خیبر پختونخوا کی گندم کی سالانہ ضروریات تقریباً 38 لاکھ ٹن ہے جبکہ مقامی گندم کی پیداوار صرف 10 لاکھ ٹن ہے، اس طرح صوبہ کو 28 لاکھ ٹن گندم کی کمی کا سامنا ہوتا ہے، اس کمی کی وجہ سے محکمہ خوراک خیبر پختونخوا صوبے کی چالو فلور ملوں کو 3 لاکھ ٹن گندم سرکاری گوداموں سے ہر سال ماہ ستمبر تا اپریل کے دوران جاری کرتا ہے تاکہ مارکیٹ میں آٹے کی دستیابی مناسب نرخوں پر یقینی بنائی جاسکے، اس کے علاوہ باقی کمی دوسرے صوبوں سے بین الصوبائی تجارت کے تحت پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے آٹے کی شکل میں پوری کی جاتی ہے۔

(II) سال 2013 سے تاحال جو گندم مقامی کاشتکاروں سے خریدی گئی، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	مقدار گندم جو خریدی گئی	ریٹ فی ٹن
2012-13	23.758 ٹن	30,000 روپے۔
2013-14	71.640 ٹن	31,250 روپے
2014-15	48.240 ٹن	32,500 روپے
2015-16	200.811 ٹن	32,500 روپے۔
2016-17	278.725 ٹن	32,500 روپے۔

(iii) سال 2013 سے تاحال محکمہ خوراک خیبر پختونخوا نے پاسکو اور صوبہ پنجاب سے مندرجہ ذیل مقدار میں گندم خریدی۔

سال	بذریعہ	مقدار گندم جو خریدی گئی	ریٹ فی ٹن
2013-14	پاسکو	500,000 ٹن	37.125 روپے۔
2014-15	پاسکو	100,000 ٹن	38.012 روپے۔
2015-16	پنجاب فوڈ	50,000 ٹن	35.992 روپے۔

2016-17 پنجاب فوڈ 100,000 ٹن 32,948 روپے۔

مفتی سید جانان: میډم! ما د هغه سکولونو۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Oh my God، کس نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے؟ اتنی Important discussion۔۔۔۔۔

اراکین: نہیں کیا میڈم، نہیں کیا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں کیا، تھینک یو ویری مچ، مفتی جانان صاحب! Very important Question، مفتی جانان صاحب! یہ کوسچن ہے 5209۔

مفتی سید جانان: (قہقہہ) میډم کله کله خو تیزه خبره نه اوړی، کله کله د اسې وروغوندې خبره واوړی (قہقہہ) میډم! ما ته کوم تفصیل را کړے شوے دے، زه دا تفصیل کښې صرف د دې دوه، درې ځایونو نشاندهی کوم او یو هغې کښې دے جی پی ایس سروزئی۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، یہ کوسچن نمبر کیا ہے؟ یہ تو محکمہ خوراک ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کوسچن نمبر ہے 5209۔We have started to Food۔

مفتی سید جانان: خوراک والا تو میں نے بتا دیا اس سے میں مطمئن ہوں، یہ دوسرا کوسچن ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ہاں، پہلا کوسچن فوڈ کا تھا وہ مطمئن ہیں، Relax ہو جائیں، ابھی آپ ایجوکیشن کے اور آ جائیں گے، جی، قلندر لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): یہ تسلی کر لیں نا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: 5209 ہو گیا آپ کا۔

مفتی سید جانان: میڈم، میں نے۔۔۔۔۔

وزیر خوراک: 5208 جو ہے یہ بھی فوڈ پر ہے جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ نے واپس لے لیا ہے، وہ آپ نے واپس لے لیا۔ پښتو کښې تاسو سره خبره کوم، گوره هغه تاسو واپس واخسته۔ ستاسو کوئسچن اوس Next one دے کنه۔

مفتی سید جانان: میڈم، ایک سوال تھا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

مفتی سید جانان: 5208 کا میں نے بتادیا کہ اس سے میں مطمئن ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: او کنه هغه خو لاړ۔ Yeah, We will with the next Question دا دے 5209۔ سره یو۔ دا وایه۔

وزیر خوراک: میڈم، میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ سے کوئسچن نہیں پوچھا، قلندر صاحب پہلے معاف کر دیاناں، آپ بیٹھیں، انہوں نے معاف کر دیا آپ کو، انہوں نے واپس لے لیا ہے۔

وزیر خوراک: میں آپ کو کچھ اس کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Okay, You want to say something? Ji, Qalandar Lodhi Sahib. Okay, قلندر لودھی صاحب څه وئیل غواړی

وزیر خوراک: میڈم، میں آپ کا اور ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ کوئی ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں تو کسی دوست نے فوڈ پر کوئسچن لایا نہیں ہے، اگر لایا ہے تو ان کے ساتھ جب میری بات ہوئی تو وہ مطمئن ہو گئے، انہوں نے واپس کر دیئے، تو میں سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ساتھ ان کو بتانا بھی چاہتا ہوں کہ میں نے یہ چار سالوں میں یہ پروکیورمنٹ کی ہے اور اس میں میں نے کوئی آٹھ ارب بیالیس کروڑ روپے کی گورنمنٹ کو بچت کی ہے، آٹھ ارب بیالیس کروڑ کی اور یہ ان شاءاللہ یہ بھی ہے اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ ہم نے Punishment بھی دی ہے، پانچ ڈی ایف سی، دو ایف سی، ایک انسپکٹر اور اس طرح سے ایک سپروائزر، ان کو Suspend بھی کیا ہے اور یہ سب کچھ کیسے ہوا ہے کہ اس سے پہلے 2013-14 میں ٹیکس اور ود ہولڈنگ ٹیکس آ گیا تھا اور محکمے کی اس میں انہوں نے کیئر نہیں کی، ڈی اے سی کی میٹنگ میں وہ سیٹل نہ کر سکے تو پھر وہ پی اے سی کی میٹنگ میں آ گیا، پھر وہ اسمبلی سے Adopt ہو گیا تو پھر میں نے اس پر

پوائنٹ آف آرڈر Raise کیا، جس پر آنریبل سپیکر صاحب اور ہاؤس نے، سب نے کہا کہ اس کو Review ہونا چاہیئے چونکہ ہم Tax collect کر کے دیتے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ کو اور اس کے بعد اتنا زیادہ ٹیکس دیں گے اور اس کا ہمیں کتنا Meager سا حصہ ملتا ہے، اس میں ہمارا بڑا ہی نقصان تھا اور باقی ودہولڈنگ ٹیکس کسی صوبے میں بھی نہیں ہے، نہ یہ سندھ میں ہے، نہ یہ پنجاب میں، کسی صوبے میں نہیں تھا، تو اس لئے میں کہتا ہوں کہ ان کا میں مشکور ہوں، اس کے ساتھ ہی ہم نے ڈیپارٹمنٹ میں سزائیں بھی دی ہیں اور اس میں مجھے سی ایم نے بھی Appreciation letter دیا ہے اور ساتھ ہی سیکرٹری کو بھی اور ساتھ ہی بخت بیدار صاحب ہیں ہمارے چیئرمین ہیں سٹینڈنگ کمیٹی کے، انہوں نے بھی بہت زیادہ اپنی چیکنگ کی ہے اور انہوں نے بھی اپنا Appreciation letter بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ تیس سال میں فوڈ میں اتنی بہترین کارکردگی نہیں ہوئی جواب ہے، میں ان کا بھی مشکور ہوں اور انہوں نے بھی یہاں بھی دیکھا، ایبٹ آباد میں بھی گئے تھے وہاں جا کر انہوں نے بہت ساری چیکنگ کی، میں ہاؤس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں آپ کا مشکور بھی ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ ڈیپارٹمنٹ کا بھی، اور ہم نے ڈیپارٹمنٹ میں ریفارمز لائی ہیں، جن کی وجہ سے اتنا زیادہ صوبے کو فائدہ بھی ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ساری چیزیں یہ اس لئے میں آپ کے سامنے لایا ہوں کہ میرے ساتھ انہوں نے بڑا Cooperate کیا ہے اور میں سارے ہاؤس کا اور سارے ممبروں کا اس طرف کے بینچز کا اور اس طرف کے بینچز کا سب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کبھی میرے ڈیپارٹمنٹ پر ایسی بات نہیں کی لیکن وہ میرے علم میں جو بھی بات لاتے ہیں میں اس کو اسی وقت چیک بھی کرتا ہوں اور میں نے کوشش کی ہے کہ یہ محکمے کا جو مورال ہے اس کو میں نے اوپر لایا ہے اور بہت سارے لوگ اچھے کام پر لگ گئے ہیں، جو بارہ تیرہ لوگ تھے ان کو ہم نے سسپنڈ بھی کیا ہے، ان پر چار جز لگے تھے، وہ چارج شیٹ بھی ہوئے ہیں، تو میں یہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سپیکر صاحب! وہ ودہولڈنگ ٹیکس جو ہے، وہ آپ نے چیئر کیا اور آپ نے اس کو سیٹل کر دیا اس کے بعد میرے پاس Grower آئے اور جب میں یہی گندم پاسکو سے لوں تو مجھے ایک ٹن کے ساتھ، ایک بوری کے ساتھ ایک ہزار روپیہ اور ایک ٹن کے ساتھ دس ہزار روپیہ مہنگی پڑتی ہے اور اگر میں یہ پنجاب گورنمنٹ سے لوں تو وہ بھی مجھے ایک بوری کے ساتھ ایک ہزار روپیہ اور ایک ٹن کے ساتھ دس ہزار

روپیہ، تو اگر میں پانچ لاکھ خریدوں تو مجھے پانچ ارب روپے کا نقصان ہوتا ہے، اب چونکہ میں دس لاکھ ٹن سے زیادہ گندم میں نے پروکیورمنٹ کی ہے، اس لئے صوبے کو ساڑھے آٹھ ارب روپے کا فائدہ ہوا ہے، یہ سب آپ کے تعاون سے ہوا ہے میں سب کا مشکور ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We must appreciate that (Applauses) Ji, Mufti Janan sahib, 5211.

* 5211 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے ضلع ہنگو میں مختلف سکولوں کی تعمیر و ترقی کے لئے مختلف فنڈز مختلف مدات میں بذریعہ محکمہ مواصلات و تعمیرات خرچ کئے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں ہائی، مڈل، پرائمری سکول، تعمیر کمرہ جات، رنگ روغن اور دوسری اشیاء کے لئے فنڈز جاری کئے ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع ہنگو میں سال 14-2013 سے تاحال جن سکولوں کو مختلف مدات میں فنڈ دیا گیا، سکولوں کی تفصیل، ٹھیکیدار کا نام اور کام کی نوعیت کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم) (جواب معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم نے دیا):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، یہ بھی درست ہے۔

(ج) جن سکولوں کو مختلف مدات میں فنڈ دیا گیا ہے ان کی تفصیل، ٹھیکیدار کا نام اور کام کی نوعیت کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

مفتی سید جانان: میڈم، مجھے جو تفصیل دی گئی ہے، یہ میرے خیال میں حقیقت پر مبنی نہیں ہے، اس مد میں دو تین جگہ بتا دیتا ہوں کہ وہ 14-2013 کی اے ڈی پی ہے، ابھی تک وہ سکول مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ بار بار ایجوکیشن کے دفتر ہم جا چکے اور ضلع میں جو دفتر ہے سی اینڈ ڈبلیو کا ان کے پاس جا چکے ہیں، ابھی تک وہ کام مکمل نہیں ہے، تو میری گزارش ہے کہ یہ سوال کمیٹی میں جائے لیکن ایسا جائے کہ آپ وقت بتا دیں کہ

پندرہ دن کے اندر یا دس دن کے اندر یا بیس کے اندر اس کمیٹی کا اجلاس بھی بلایا جائے، میری یہ گزارش ہے کہ یہ سوال کمیٹی میں جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، ان کا جو کوئسچن تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے، یہ ایک نیا کوئسچن بنتا ہے، یہ دے دیں ہم اس کا بھی ان کو جواب لا کر دے دیں گے، اس میں یہ تھا کہ اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع ہنگو میں سال 2013 سے تاحال جن سکولوں کو مختلف مدات میں فنڈ دیا گیا ہے، سکولوں کی تفصیل، ٹھیکیدار کا نام اور کام کی نوعیت کی تفصیل فراہم کی جائے، تو ٹھیکیدار کا نام بھی دے دیا گیا ہے، کام کی نوعیت بھی دے دی گئی، سکولوں کی تفصیل بھی دے دی گئی ہے، اب یہ جو دوسری چیز، یہ نئی بات کر رہے ہیں وہ اس میں شامل ہی نہیں ہے تو اس کا جواب، یہ نیا کوئسچن لے آئیں، ہم اس کا جواب بھی لے آئیں گے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مفتی جانان صاحب!

مفتی سید جانان: میڈم، اس میں میں نے (ب) جز میں پوچھا ہے کہ آیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں ہائی، مڈل اور پرائمری سکولوں کی تعمیر کمرہ جات، رنگ و روغن اور دوسری اشیاء کے لئے فنڈ جاری کیا ہے؟ یہ جواب مجھے تفصیل سے نہیں ملا ہے، صرف چند سکولوں کا مجھے بتا دیا ہے باقی کوئی نہیں ہے لیکن میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں تو میری گزارش ہے کہ یہ جواب تو پھر مکمل نہیں ہے، کمروں کی اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے، رنگ و روغن کی کوئی تفصیل نہیں ہے، دوسری چیزوں کی نہیں ہے، صرف مجھے دو تین مڈل سکولوں کا بتا دیا اور دو تین پرائمری سکولوں کا اور ایک دو ہائی کا بتا دیا ہے تو جواب نامکمل ہے، کمیٹی میں چلا جائے یا منسٹر صاحب مجھے تفصیلی جواب دیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم، محکمہ تعلیم کے لوگ یہاں ابھی بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی تھوڑی دیر بعد ان کے ساتھ میں ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں اور جو ان کا ایشو ہے ابھی اس کو حل کر لیتے ہیں، یہیں بیٹھے

بیٹھے جو بھی ان کی معلومات ہیں، جو انفارمیشن ان کو چاہئیں یہیں پہ Provide کر دیتے ہیں تا کہ ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مفتی جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: یہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ بتادیں، آپ مجھے یہ باور کراتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: میں؟

مفتی سید جانان: ہاں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کیا؟

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم سپیکر، میں کہتا ہوں کہ ابھی بیٹھتے ہیں اور یہاں پہ ڈائریکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہیں پہ ابھی بات کر لیتے ہیں تا کہ ان کا جو ایشو ہے وہ حل ہو جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اچھا، اوکے، میں بریک لیتی ہوں کیونکہ نماز لیٹ ہو رہی ہے تو بریک میں آپ نماز بھی پڑھ لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ بھی جائیں، When you come back to that-----

مفتی سید جانان: میرا مسئلہ حل ہو جائے، مجھے یہ یقین دہانی کرائیں کہ میرا مسئلہ حل ہو جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب، آپ نے مسئلہ حل کرانا ہے۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میں ابھی کرواتا ہوں۔

مفتی سید جانان: ٹھیک ہے جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے تھینک یو۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

5194 _ سردار اورنگزیب نلوٹھا: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی ماڈل سکول یونیورسٹی آف پشاور کے ماتحت کام کر رہا ہے جس میں بعض تربیت یافتہ گریجویٹ اساتذہ کام کر رہے ہیں، مذکورہ اساتذہ کو 6 ماہ کے لئے تعینات کیا جاتا ہے اور بعد ازاں کارکردگی کی بنیاد پر ان کے عرصہ ملازمت میں توسیع کی جاتی ہے اور تین ماہ سروس کے بعد ان کو

گرمیوں کی چھٹیوں کی باقاعدہ تنخواہ بھی دی جاتی تھی لیکن نومبر 2014 کے بعد مذکورہ اساتذہ کی گرمیوں کی چھٹیوں کی تنخواہ بند کی گئی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ اساتذہ کو گرمیوں کی چھٹیوں کی تنخواہ نہ دینے کی وجہ بیان کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی نہیں، یہ درست نہیں ہے، اس ضمن میں گذارش ہے کہ یونیورسٹی ماڈل سکول میں پرائیویٹ فنڈ سے لئے گئے وہ اساتذہ جن کی مذکورہ فنڈ پر کام کرنے کے تین سال مکمل ہو چکے ہوں کو 2015 تک گرمیوں کی چھٹیوں کی تنخواہ ادا کی جا چکی ہے علاوہ ازیں جامعہ کے سینڈیکیٹ کے اٹھارہویں اجلاس اور پھر اس کے بعد سینڈیکیٹ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق مذکورہ اساتذہ کی 31 مارچ 2016 کے بعد مزید کام کرنے کی توسیع کی گئی کیونکہ اس فیصلے کی روشنی میں سکول ہذا کے پرائیویٹ فنڈ کو ختم کر دیا گیا تھا۔

(ب) جی نہیں۔

5206 _ سردار اورنگزیب نلوٹھا: کیا وزیر خوراک ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں آٹے کی قیمت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ قیمتوں کے تعین کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی ایکشن لیا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو 20 کلو سپر فائن آٹے کی قیمت کتنی ہے، نیز حکومت قیمت میں کمی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): (الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ عموماً مقامی فلور ملوں کو ہر سال ستمبر تا اپریل سرکاری گندم دی جاتی ہے، اس گندم سے جو آٹا بنایا جاتا ہے، اس کے نرخ صوبائی حکومت مقرر کرتی ہے۔ موجودہ مالی سال 17-2016 کے دوران آٹے کے 20 کلو گرام تھیلا کا پرچون نرخ -/760 روپے مقرر کیا گیا ہے اور مارکیٹ میں اسی نرخ پر آٹا کافی مقدار میں دستیاب ہے۔ امسال آٹے کے نرخ میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوا ہے۔

(ب) سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس سلسلے میں سال 2013 میں از خود نوٹس لیا تھا مگر عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے کو مورخہ 08-09-2015 کے مطابق اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں کے تعین کے معاملات انتظامی نوعیت کے قرار دیتے ہوئے متعلقہ حکام کو اس سلسلے میں اقدامات اٹھانے کے احکامات صادر کئے ہیں۔(کاپی ایوان کو مہیا کی گئی)

(ج) صوبائی حکومت ماہ مئی سے اگست تک فلور ملوں کو گندم کا اجراء نہیں کرتی کیونکہ اس دوران گندم کی نئی فصل مارکیٹ میں وافر مقدار اور سستے داموں میسر ہوتی ہے جبکہ چالو فلور ملوں کو گندم کا کوٹہ ماہ ستمبر تا اپریل دیتی ہے کیونکہ یہ سال کا وہ حصہ ہوتا ہے جس میں مارکیٹ میں گندم کی دستیابی کم اور مہنگی ہو جاتی ہے۔ فلور ملیں اس سے عام آٹا تیار کر کے مارکیٹ میں فراہم کرتی ہیں۔ سپر فائن آٹا پرائیویٹ ٹریڈ کے ذریعے صوبہ پنجاب سے درآمد کیا جاتا ہے، مقامی فلور ملیں بہت کم مقدار میں سپر فائن آٹا تیار کرتی ہیں جو کہ وہ اپنی خریدی ہوئی پرائیویٹ گندم سے تیار کرتی ہیں۔ لہذا صوبائی محکمہ خوارک صرف عام آٹے کے نرخ مقرر کرتا ہے، تاہم اس وقت بازار میں 20 کلو سپر فائن آٹے کی قیمت -/760 روپے سے -/780 روپے ہے۔ حکومت کی صحیح حکمت عملی اور آئندہ آنے والی فصل کے مارکیٹ میں آنے سے نرخوں میں مزید کمی کا امکان ہے۔

Madam Deputy Speaker: Break for fifteen minutes.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد محترمہ ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ابھی منسٹر صاحب نہیں ہیں تو In the meanwhile، مفتی جانان صاحب، څه شو مشتاق غني۔ جی مفتی جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: زه میډم! د رول 240 لاندې د 148 رول معطل کولو درخواست کوم یو قرارداد پیش کوم۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مفتی جانان صاحب! دغه ته راځمه۔ یو لږ د امجد صاحب ډیر ضروری دغه دے، دے روان دے، دوئ راله ریکویسټ اوکړو۔

مفتی سید جانان: ما درخواست کړے دے وړوکې غونډې دغه دے یو منټ ورباندې لګې۔ مهربانی به مو وی۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

Madam Deputy Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Member, to pass his resolution, ji.

قراردادیں

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دوحہ قطر جو کہ ایک اسلامی ملک ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں پر لاکھوں پاکستانیوں کا روزگار بھی وابسطہ ہے مگر پوری دنیا میں حالیہ افتراق وانتشار کی چونکہ فضاء قائم ہوئی ہے تو نامعلوم وجوہات کی بناء پر سعودی عربیہ کیساتھ دیگر چند اسلامی ممالک نے بھی دوحہ قطر پر کئی قسم کی معاشی پابندیاں عائد کردی ہیں جس سے ان کے درمیان روز بروز تناؤ اور گرمی پیدا ہوتی جارہی ہے اور ان ممالک کی عائد کردہ پابندیوں کے منفی اثرات سے وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ لاکھوں پاکستانی بھی متاثر ہو رہے ہیں اور وہاں پر آباد تمام لوگوں کے مسائل اور مشکلات میں ہر نئے روز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ لہذا وفاقی حکومت اپنے سفارتی تعلقات کو بروئے کار لاکر ان ممالک میں موجودہ پیدا شدہ خلفشار اور انتشار کو بذریعہ مفاہمت ومصالحت کرنے میں کلیدی کردار ادا کرے۔

میډم، جناب عبدالستار خان، دا مشترکه قرارداد د مسلم لیګ ن، جناب ضیاء الله بنګش تحریک انصاف، جناب قلندر خان لودهی صاحب، تحریک انصاف، جناب سلطان محمد خان قومی وطن پارټی، جناب سعید ګل جماعت اسلامی، صاحبزاده ثناء الله پاکستان پیپلز پارټی دا د دغو مشترکه قرارداد دے۔

Madam Deputy Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by the honourable members may be passed. Those who are in favor of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم سپیکر، میری بھی ایک قرارداد ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے، منسٹر لاء بھی کہہ رہے ہیں۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میری قرارداد۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Okay, Minister Law. Minister Law please.

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون، پارلیمانی امور وانسانی حقوق): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ مذمتی قرارداد، یہ معزز ایوان 27 اکتوبر کو یوم سیاہ کے حوالے سے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کے حق خودارادیت کے لئے جدوجہد کی پرزور حمایت اور بھارت کی جانب سے کشمیر میں 70 سال سے جاری ظلم و بربریت اور غاصبانہ قبضے کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان کشمیری مسلمانوں کو طویل جدوجہد آزادی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی جرات مندانہ جدوجہد کی ہر قسم کی اخلاقی امداد جاری رکھنے کا اعادہ بھی کرتا ہے۔ 27 اکتوبر وہ بدنصیب دن تھا جب بھارت نے تمام بین الاقوامی قوانین کو پامال کرتے ہوئے جموں و کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کی حق آزادی پر شب خون مارا۔ 27 اکتوبر 1947 سے کشمیر میں مسلسل بھارتی مظالم کا خود اقوام متحدہ نے بھی اعتراف کیا ہے جبکہ بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کو پس پشت ڈال کر اور کشمیریوں کو ان کے حق خودارادیت سے محروم رکھ کر جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہ ایوان جہاں کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے وہاں اقوام متحدہ اور عالمی برادری سے کشمیر میں بھارتی مظالم بند کروانے اور کشمیریوں کو ان کا استصواب رائے کا حق دلانے کی پرزور اپیل کرتا ہے۔ یہ قرارداد پیش کرتے ہیں قلندر خان لودھی وزیر خوراک، جنہوں نے اس پر دستخط کئے ہیں، مشتاق احمد غنی صاحب، شاہ حسین صاحب، بخت بیدار صاحب، منور خان ایڈوکیٹ اور امتیاز شاہد قریشی۔

Madam Deputy Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by the honourable members may be passed? Those who are in favor of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously. Ji, Mushtaq Ghani Sahib!

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو۔ میڈم سپیکر، یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ وہ پیسکو سے علیحدہ کرکے ہزارہ الیکٹرک پاور کمپنی قائم کرے جس سے تقریباً چھ لاکھ Consumers جو ہیں وہ Facilitate ہوں گے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اور کسی نے سائن کئے ہیں اس پہ؟

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: میں نے خود کئے ہیں جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ نے خود کئے ہیں، Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Item No. 8 and 9: Mr. Amjad Khan, Special Assistant to honourable Chief Minister-----

جناب منور خان ایڈوکیٹ: میڈم، اس سے پہلے تو تحریک استحقاق ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اس پہ میں آرہی ہوں۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: وہ تو اس سے پہلے ہے۔

Madam Deputy Speaker: Okay, Item No. 5: Sorry about that, ji, Mr. Munawar Khan Advocate, MPA, to please move his privilege motion No. 132 in the House.

مسئلہ استحقاق

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر، میں یہ تحریک استحقاق موؤ کرتا ہوں کہ لکی مروت پبلک لائبریری کی منظوری ہوئی تھی، مکمل ہونے پر میں نے اس کا افتتاح کیا اور نام کی تختی لگائی مگر لائبریری کے انچارج نے تختی پر میرا نام مٹا کر لائبریری لکھوا دیا، وہاں کے انچارج سے معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے پلاننگ آفیسر جناب محمد زمان خان کے کہنے پر یہ کام کیا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

Madam Deputy Speaker: Is it the desire of the House that the privilege motion, moved by the the honourable Member, may be referred to the

concerned Committee? Those who are in favour may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The privilege motion is referred to the Committee.

جی امجد صاحب! ستا دې د دغه ته راځمه خو، Najma Bibi said کہ انہوں نے اپنے دو کوسچنز واپس لے لئے ہیں، صرف ایک کوسچن کا مجھے بتائیں مشتاق غنی صاحب۔

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ و صوبائی معائنہ ٹیم): میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: راځمہ۔ She has taken two Questions back and، دا یو کوئسچن تا سو Mushtaq Ghani! You just please listen to her۔

محترمہ نجمہ شاہین: 5214, 5215۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

* 5214 _ محترمہ نجمہ شاہین: کیا وزیر ابتدائی و ثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع کوہاٹ میں ہائی سکولز موجود ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ضلع کوہاٹ میں قائم ہائی سکولوں کی تفصیل بمعہ مقام فراہم کی جائے، نیز ان سکولوں میں فنکشنل اور نان فنکشنل سکولوں کی تعداد الگ الگ فراہم کی جائے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں۔

(ب) ضلع کوہاٹ میں قائم ہائی سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے، نیز تمام سکول فنکشنل ہیں اور کوئی بھی سکول نان فنکشنل نہیں ہے۔

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER (FEMALE), KOHAT.

Higher Secondry Schools		
S.No	**Schools**	**Union Council**
1	GGHSS, Bilitang.	Bilitang.
2	GGHSS, Gumbat.	Gumbat.
3	GGHSS, Lachi.	Lachi R
4	GGHSS, Shakardara.	Shakardara, U

5	GGHSS, Babri Banda.	Togh bala-II.
6	GGHSS, Jungl Khel.	Urban-III.
7	GGHSS, Behzadi Chakarkot.	Urban-I.
List of Female High Schools in District Kohat		
S.No	**Schools**	**Union Council**
1.	GCMHS No. 3, Kohat.	Urban-I.
2.	GGHS Ali Zai.	Ali Zai.
3.	GGHS, Bori Saghri.	Shakar Dara R-I
4.	GGHS, Dhad Bakhtawara.	Shakara Dara R-II
5.	GGSH, Dhoda.	Dhonda.
6.	GGHS, Dhok Laif Abad.	Gumbat.
7.	GGHS, Ghurzai Payan.	Gumbat.
8.	GGHS, KDA.	Urban-IV.
9.	GGHS, Kachai Hassan Khel.	Ustarzai payan.
10.	GGHS, Keri Sheikhan	Chorrlaki.
11.	GGHS, khadi Zai	Ali Zai.
12.	GGHS, Kharmatoo.	Kharmatoo.
13.	GGHS, Kot.	Kharmatoo.
14.	GGHS, Lachi Payan.	Lachi U
15.	GGHS, Mari Bala.	Sher Kot.
16.	GGHS, No. 1.	Urban-1.
17.	GGHS, No. 2.	Urban-II.
18.	GGHS, Pershai.	Khushal garh.
19.	GGHS, Sheikhan.	Bahadar Kot.
20.	GGHS, Sher Kot.	Sher kot.
21.	GGHS, Shewaki.	Sudal.
22.	GGHS, Tappi.	Urban-VI.
23.	GGHS, Togh bala.	Togh bala-I.
24.	GGHS, Ustar Zai payan.	Ustarzai payan.
25.	GGHS, Khader Khel.	Mandoori.
26.	GGHS, Chorlaki.	Chorlaki.
27.	GGHS, Musa Khel Kachai.	Ustar zai.
28.	GGHS, Collage Town.	Urban-V.
29.	GGHS, Jungle Khel.	Urban-III.
30.	GGHS, Merozai.	Urban-IV.
DISTRICT EDUCATION OFFICER (MALE), KOHAT		
Total number of High Schools in District Kohat		

S.No	Code	School Name	S.No	Code	School Name
1.	33612	GHS, Nasrat Khel	26.	35637	GHS, Z.S.A Dad
2.	33615	GHS, Khdar Khel	27.	35638	GHS, Shadi Khel
3.	33616	GHS, Bzid Khel	28.	35639	GHS, Sumary Payan
4.	33617	GHS, Nakband	29.	35641	GHS, Darmalak
5.	33620	GHS, Cheechana	30.	35642	GHS, Nandraka
6.	33624	GHS, Tolang Jadeed	31.	35643	GHS, Shewaki
7.	33626	GHS, Shadi Pur	32.	35644	GHS, Lachi Payan
8.	33627	GHS, Chishana Ghunda	33.	35645	GHS, Sudal
9.	33629	GHS, Behzadi Chikarkot	34.	35647	GHS, Malgin
10.	33632	GHS, Keri Sheikhan	35.	35649	GHS, Kaghazai
11.	33644	GHS, Mir Banda Jerma	36.	35650	GHS, Barh
12.	33648	GHS, Kharmatoo	37.	35651	GHS, Lal Garhi
13.	33649	GHS, Jerma	38.	35652	GHS, Khadizai
14.	35624	GHS, Kohat	39.	35653	GHS, Mari Payan
15.	35626	GHS No. 2 Kohat	40.	35654	GHS, Ustarzai Bala
16.	35637	GHS No. 3 Kohat	41.	35649	GHS, Saib
17.	35628	GCMHS No. 4 Kohat	42.	35657	GHS, Ghurzai Payan
18.	35629	GHS, Tappi	43.	35658	GHS,

					Chakarkot Bala
19.	35630	GHS, Dhoda	44.	35659	GHS, Kirosam
20.	35631	GHS, Surgul	45.	35660	GHS, Gandiyali Payan
21.	35633	GHS, Sheikhan	46.	35651	GHS, Chashma Matta Khel
22.	35634	GHS, Jabbar	47.	33613	GHS, Sherkot
23.	35635	GHS, Tora Stana	48.	33625	GHS, Pacca Topi
24.	35636	GHS, Pershai	49.	33621	GHS, Kot
25.	33628	GHS, Torawari Kachi	---	---	---

* 5215 _ محترمہ نجمہ شاہین: کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2013-14 اور 2015-16 کی اے ڈی پی میں ایجوکیشن کی مد میں کوہاٹ کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؛

(ب) کوہاٹ کے کتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا، کتنے نئے تعمیر کئے جائیں گے، تفصیل بمعہ نام فراہم کی جائے؟

(ج) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 کوہاٹ کا رہائشی ہاسٹل موجود ہے جو کہ استعمال کے قابل نہیں ہے، آیا اس کو قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): (الف) اے ڈی پی 2013-14 234.081 ملین روپے، اے ڈی پی 2015-16 260.790 ملین روپے۔

ٹوٹل رقم: 494.871 ملین روپے۔

(ب)	مردانہ	زنانہ
نئے پرائمری سکول	4	6
پرائمری سے مڈل	0	6

مڈل سے ہائی	6	3
ہائی سے ہائر سیکنڈری	2	0
سیکنڈری سکول	0	3

مذکورہ ہاسٹل کی عمارت خستہ حال تھی جس کی نیلامی اور مسماری جنوری 2016 میں ہو چکی ہے اور اس کی جگہ IMC کے تعاون سے نئی عمارت کی تعمیر کا کام جاری ہے، جہاں ہائر سیکنڈری کے طلباء درس وتدریس سے مستفید ہوں گے۔

محترمہ نجمہ شاہین: یہ دو کوسچنز میں واپس لے رہی ہوں، میں ان کے جوابات سے مطمئن ہوں۔

Madam Deputy Speaker: She has taken it back.

محترمہ نجمہ شاہین: میڈم، 5216 کوسچن نمبر ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

* 5216 _ محترمہ نجمہ شاہین: کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے مختلف پرانے سکول گرا کر از سر نو تعمیر کئے جا رہے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

'ہمقدم' کے ذریعے صوبہ بھر میں کتنے سکول تعمیر کئے جا رہے ہیں، 'ہمقدم' کے ساتھ معاہدے کی تفصیل اور نئے زیر تعمیر سکولز کی لسٹ فراہم کی جائے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم) (جواب معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم نے پڑھا):

(الف) جی ہاں، حکومت نے ڈی ایف آئی ڈی کے تعاون سے ایک پروگرام جس کا نام School construction and rehabilitation programme/Hamqadam شروع کیا ہے جس میں سکولوں کی حالت بہتر بنانے اور اگر ضروری ہو تو پرانی عمارات گرا کر نئی عمارت بنانے کا کام ہو گا۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت خیبر پختونخوا اور برطانوی حکومت نے وفاقی حکومت کے ذریعے ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت کل 283 ملین پاؤنڈ صوبے میں تعلیم کی بہتری کے لئے فراہم کئے جائیں گے مزید برآں اس معاہدے کے تحت سکولوں میں بنیادی سہولیات، نئے کمروں کی تعمیر اور دوبارہ بحالی/معیاری بنانے کے لئے تقریباً 60 ملین پاؤنڈز فراہم کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں ہمقدم کے ذریعے

صوبے کے 202 ہائر سیکنڈری سکولوں کو سٹینڈرائز کیا جارہا ہے اور تقریباً 216 پرائمری/مڈل/ہائی سکولوں میں Reconstruction اور Rehabilitation کا کام کیا جائے گا، سکولوں کی فہرست ایوان کو فراہم کی گئی۔

محترمہ نجمہ شاہین: اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ آیا تمام صوبے کے سکولوں کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا جارہا ہے؟ اس سے میں بالکل بھی مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ جو ہے یہاں پہ بالکل ناقص میٹریل استعمال کیا جارہا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: You told me that you want inquiry Committee، ٹائم کم ہے نا، اس میں مشتاق صاحب، She want inquiry Committee۔

محترمہ نجمہ شاہین: ہاں، اس میں یہ کمیٹی بنائی جائے اور فوری طور پر اس کو چیک کیا جائے کیونکہ اس کا میں آپ کو Proof دے سکتی ہوں کیونکہ کوہاٹ میں ایک سال پہلے ایک سکول تعمیر کے لئے گرایا گیا اور اسی طرح گرا پڑا ہے ایک سال ہونے کے باوجود ابھی تک اس کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب، آپ پلیز، ایک انکوائری کمیٹی۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم سپیکر، یہ ڈی ایف آئی ڈی کے زیر اہتمام ہو رہا ہے، برٹش گورنمنٹ کا فنڈ ہے اور یہ UK Aid ہے اور یہ 'ہمقدم' انہی کا ایک کنسلٹنٹ ہے اور ان کی فرم ہے جو اس کو بنا رہی ہے اور ہمیں آج تک ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور یہ وہ سکول ہیں کہ جن کی مخدوش حالت ہے اور بعض کو Repair کیا جارہا ہے، بعض کو بالکل گرا کر بنایا جارہا ہے تو یہ چونکہ ڈی ایف آئی ڈی ہے اور ایک الگ تنظیم ہے جس کے پیسے سے یہ کام ہو رہا ہے تو بہتر یہی ہو گا کہ اس کی انکوائری کرنے کے لئے یہ بیٹھ جائیں، ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اور کوئی ثبوت دے دیں، اگر وہ ہو تو آپ اس کو Out side the House ان کے ساتھ Take up کر لیں Because کہ یہ فنڈ ہماری گورنمنٹ کا نہیں ہے یہ ان کا فنڈ ہے اور وہ اس پہ کر رہے ہیں تو اس سے ایسے ہی کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو کہ وہ بہت وسیع پیمانے پر صوبے کے اندر ڈی ایف آئی ڈی کام کر رہی ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی نجمہ بی بی۔

محترمہ نجمہ شاہین: بالکل، یہ تو میرے خیال میں اس پر Search ضرور ہونی چاہیئے تھی کہ جو ٹھیکیدار ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں، نجمہ بی بی، وہ کہتے ہیں کہ ضرور ہونی چاہیئے۔

محترمہ نجمہ شاہین: بالکل میں آپ کو Proofs دیتی ہوں سکولوں کا جن کا۔۔۔۔۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: اگر آپ کے پاس Proofs ہیں تو۔

محترمہ نجمہ شاہین: نہیں، نہیں، میں باقاعدہ۔۔۔۔۔

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: آپ کے پاس Proofs ہیں تو آپ ابھی دے دیں، ہم اس کے مطابق انکوائری بھی کروالیتے ہیں۔

محترمہ نجمہ شاہین: بالکل، میں آپ کو Proof دیتی ہوں اور باقاعدہ وہ سکول بھی دکھاتی ہوں جس کی کہ چھت گری ہوئی پڑی ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نجمہ بی بی، آپ Proofs دے دیں، یہ Assure کراتے ہیں کہ آپ کو Proofs دے دیں گی، اوکے۔

جناب جعفر شاہ: میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جعفر شاہ صاحب! بس دا کوئسچن خلاص شو جی۔ نہ دا خلاص شو جی، آئٹم نمبر.9 & 8 امجد صاحب۔

جناب جعفر شاہ: ایک Important۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز بس، He has already said کنہ، وہ Satisfy ہوگئی ہیں ناپرائمری، دوسرا تو میں ابھی نہیں لے سکتی، جعفر شاہ صاحب! امجد صاحب کا بہت ضروری وہ ہے، اوکے، جعفر شاہ صاحب۔

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا ہاؤسنگ اتھارٹی مجریہ 2017 کا زیر غور لایا جانا

Mr Amjad Ali (Advisor for Housing): Thank you. Madam Speaker! On behalf of the Chief Minister, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Housing Authority (Amendment) Bill, 2017, may be taken into consideration at once.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Housing Authority (Amendment) Bill, 2017, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. Next is the ‘Consideration Stage’: Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 and 2 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 and 2 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clauses 1 and 2 stands part of the Bill, preamble also stands part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا ہاؤسنگ اتھارٹی مجریہ 2017 کا پاس کیا جانا

Madam Deputy Speaker: ‘Passage Stage’: Mr. Amjad, Special Assistant to honourable Chief Minister for Housing, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Housing Authority (Amendment) Bill, 2017, may be passed. Ji Amjad Sahib.

Advisor for Housing: On behalf of Chief Minister, I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Housing Authority (Amendment) Bill, 2017, may be passed, please.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Housing Authority (Amendment) Bill, 2017, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. The Bill is passed. Ji, Jafar Shah Sahib okay, Jafar Shah Sahib.

جناب جعفر شاہ: تھینک یو ویری مچ۔ میڈم سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایڈوائزر ٹو دی چیف منسٹر آن ہائر ایجوکیشن، مشتاق غنی صاحب کو توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Ghani Sahib! He is addressing you.

رسمی کارروائی

جناب جعفر شاہ: میڈم سپیکر، چونکہ آج ایجوکیشن سیکٹر پہ بات ہو رہی ہے، سوات یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا مسئلہ پچھلے کئی مہینوں سے التواء میں پڑا ہے اور اس میں جو ہمارے نالج میں آیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دو بڑوں کے درمیان اس کی اپوائنٹمنٹس پہ جھگڑا ہو رہا ہے گورنر صاحب اور چیف منسٹر کا، اور اس میں According to the eighteenth amendment اس میں بہت واضح ہے کہ کس نے کس طریقے سے کرنا ہے، تو اس لڑائی کی وجہ سے ہزاروں طلباء کا وقت ضائع ہو رہا ہے، یونیورسٹی کے حالات بہت دگرگوں ہیں، یہاں پہ ڈاکٹر حیدر علی اور ہم نے مشترکہ قرارداد بھی منظور کی ہے دو تین ہفتے ہو گئے ہیں، ڈاکٹر صاحب بھی اس پہ بات کریں گے، تو میڈم سپیکر! میری ریکویسٹ ہو گی آپ کی وساطت سے کہ اس مسئلہ کا جلد از جلد حل ڈھونڈا جائے، اور وائس چانسلر کی تقرری کو عمل میں لایا جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی مشتاق صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، اس پہ چیف منسٹر صاحب نے بھی ایک میٹنگ کی ہے اور محمود خان صاحب اور ڈاکٹر حیدر علی اور ایڈووکیٹ جنرل اور لاء ڈیپارٹمنٹ یہ سارے بیٹھے ہیں، یہ ایک ایشو چل رہا ہے اور جو Recommendation صوبائی گورنمنٹ نے کی تھی تھرو سرچ کمیٹی کہ چیف منسٹر صاحب کا جو استحقاق ہوتا ہے کہ وہ پینل سے کسی ایک کو کرتے ہیں تو وہاں پہ گورنر صاحب نے اس سے پہلے ہی کسی اور کو اپوائنٹ کر دیا تھا جس پہ صوبائی حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ وہ اس طریقے سے نہیں کر سکتے، تھرو گورنمنٹ جو سمری جائے گی، اس کے مطابق ہی، تو مجھے امید ہے کہ اگلے ایک دو دنوں میں یہ مسئلہ Resolve ہو جائے گا، اس پہ اسمبلی کی جائنٹ ریزولیوشن بھی موجود ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب جلدی گورنر صاحب سے میٹنگ کر کے اس ایشو کو Resolve کر دیں گے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you ji, There are some leave applications,

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ و صوبائی معائنہ ٹیم): میڈم سپیکر۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: حیدر خان، اوکے، جی ڈاکٹر صاحب۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: یہ کال اٹینشن کی بات۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اسی پہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: کال اٹینشن پہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اسی پہ، یونیورسٹی پہ؟

جناب عبدالستار خان: کال اٹینشن پر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کال اٹینشن پر میں ابھی آرہی ہوں، جی، ڈاکٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ و صوبائی معائنہ ٹیم: میڈم، یہ بہت ہی ایک Important issue ہے، سوات یونیورسٹی کے حوالے سے کہ پچھلے چار پانچ ماہ سے یہ پوزیشن خالی ہے، اور وہاں پر لوگوں کو، سٹوڈنٹس کو بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے، عدالتوں میں بھی لوگ جارہے ہیں، میڈیا پر بھی بات اچھالی جارہی ہے، Eighteenth amendment کے بعد ہائر ایجوکیشن Devolve ہو چکا ہے، اور وہ صوبائی حکومت کے اس میں آتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اختیارات جو آئین پاکستان نے اس صوبے کو دیئے ہیں، ان کو ہائی جیک کر کے ایک فرد واحد کی مرضی کے مطابق وہاں پر اپوائنٹمنٹس ہو رہی ہے، سی ایم صاحب نے ایک دفعہ قانون کے مطابق، آئین کے مطابق کسی کو Nominate کیا، اس پر Disagreement آیا، دوبارہ انہوں نے اسی بندے کو Nominate کیا، اب جب دوبار Disagree کرتا ہے گورنر صاحب تو اس پر Binding ہے کہ جو صوبائی حکومت نے آئین کے مطابق، اب وہ Plea یہ دیتے ہیں کہ یہ یونیورسٹی ریگولیشن میں چانسلر کی صوابدید ہے تو 2010 میں اس کی صوابدیدی ریگولیشن سے جو کہ Eighteenth amendment کے بعد Null and void ہے، وہ Redundant ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب Eighteenth amendment کے بعد اس پریکٹس کو بار بار 'ایکسرسائز' کر چکے ہیں، ہائی کورٹ کی 'ججمنٹ' ہے کہ انہوں نے صوبائی حکومت سے کہا ہے کہ آپ وائس چانسلر کی تعیناتی کریں، سپریم کورٹ کی 'ججمنٹ' ہے، پنجاب کی ایک یونیورسٹی کے حوالے سے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی صوابدید ہے Eighteenth amendment کے بعد، تو اگر PATA اس صوبے کا حصہ ہے اور Eighteenth amendment وہاں پر لاگو ہے اور اگر اس کو کوئی بندہ سوات کے لوگوں کے مینڈیٹ کے خلاف اور آئین پاکستان کے خلاف جہاں پر Conflict اگر کرتا بھی ہے، تو صوبائی

قانون اور مرکزی قانون، آئین پاکستان، تو Prevail کرے گا مرکزی قانون، اگر ایڈوکیٹ جنرل اور لاء ڈیپارٹمنٹ کے درمیان کوئی تنازعہ ہے تو لاء ڈیپارٹمنٹ کیونکہ وہ اسیٹبلشمنٹ ہے، اب اس بات کو اتنا متنازعہ بنا کر پچھلے چار پانچ ماہ ہم فیصلہ نہیں کر سکتے اور یہ بات پھنسی ہوئی ہے، میرے خیال میں اگر یہ پاٹا جو کہ ملاکنڈ ڈویژن ہے، اگر آپ اس کو فاٹا تصور کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے کہ وفاق سے فیصلے آئیں، وفاق کا کوئی ایجنٹ ادھر بیھٹا ہوا ہے وہ فیصلے کرے، لیکن اگر یہ پاٹا صوبائی حکومت کے زیر انتظام قبائلی علاقہ ہے تو پھر یہ اختیارات جو آئین پاکستان نے اس اسمبلی کو، اس حکومت کو دیئے ہیں، یہاں پر ایک ریزولیوشن پاس ہوتی ہے اس کا بھی ایک مہینہ ہو گیا، اور وہ صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ جلد از جلد اس مسئلے کو حل کریں، تو میں نہیں سمجھتا کہ اگر سوات کے تمام منتخب اراکین ایک پیج پر ہیں، صوبائی اسمبلی ایک پیج پر ہے، آئین پاکستان ایک پیج پر ہے، اور ایک فرد واحد جو کہ اس کا کوئی Stakes بھی نہیں Rejected ہے، اس کی مرضی ادھر چلتی ہے تو پھر ہمارا ادھر بیٹھنے کا فائدہ کیا ہے؟ اور ملاکنڈ ڈویژن کے لوگ جو 1/4 ہیں جو کہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ اگر ملاکنڈ ڈویژن کے اراکین یہاں پر بیٹھ کر پورے صوبے کے لئے تو قانون سازی کر سکتے ہیں، لیکن اپنے ملاکنڈ ڈویژن کے لئے کچھ نہیں کر سکتے تو پھر ہمارا بیٹھنا، یا فاٹا کے ممبران ادھر آئیں گے، جیسا کہ سی ایم صاحب نے اس دن فلور پر کہا تو ان کی بھی یہ حالت ہو گی جو آج ہماری ہے، اگر یہ بات ہے تو میرے خیال میں یہاں ہمارا بیھٹنا جو ہے، وہ بالکل ہی نامناسب ہے کہ اب ہم یونیورسٹی کے لئے چار پانچ ماہ میں ایک میرٹ پر اور آئین کے مطابق، قانون کے مطابق ایک وی سی کی اپوائنٹمنٹ نہیں کر سکتے تو میرے خیال میں یہ جو ساری 'ایکسر سائز' ہے، ملاکنڈ ڈویژن کے حوالے سے یہ پھر اٹھالیں، پھر آپ پاٹا کو فاٹا ڈکلیئر کر دیں، بہت بہت شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب، هم په دې باندې ؟

جناب امجد علی (مشیر برائے ہاؤسنگ): جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے۔

مشیر برائے ہاؤسنگ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ میڈم سپیکر، میں ڈاکٹر حیدر صاحب اور جعفر شاہ صاحب جو ریزولیوشن لیکر آئے ہیں، اس کو سپورٹ کرتا ہوں اور یہ پانچ چھ مہینے ہو گئے وہاں پر کوئی

وائس چانسلر نہیں ہے، باوجود اس کے کہ سی ایم صاحب نے دو تین دفعہ سمری بھیجی ہے، ایک بندے کو Nominate کیا ہوا ہے، لیکن ہم جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ ہمیں قصوروار ٹھہراتے ہیں کہ آپ لوگ نہیں کر سکتے، آپ کی صوبائی گورنمنٹ ہے تو میڈم! میرے خیال میں ریزولیوشن جب پاس ہو چکی ہے اور تقریباً اس میں اپوزیشن اور ٹریژی بنچز کے تمام اراکین نے اس کو Unanimously پاس کیا تھا، تو میرے خیال میں آپ اس پر رولنگ دیں کہ اس ایک ٹائم پر نام دے دیں تاکہ اس وقت تک جو ہے، اس کا وائس چانسلر آجائے تو یہ بہت بہتر ہوگا۔

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Ghani! You being the Minister of the department, you just give your final words, what you want to say?

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم، ہم اس پر لگے ہوئے ہیں، چونکہ جو پروسیجر ہے، جو سمری جاتی ہے تو گورنر پھر گورنر سے واپس اس کو آنا ہوتا ہے اور اس میں چونکہ بہت سارے لیگل ایشوز آ گئے تھے، اس میں ایڈووکیٹ جنرل کی اور رائے تھی اور لاء ڈیپارٹمنٹ کی اور رائے تھی، پہلے اس میں ہم پھنسے رہے، پھر چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بنادی، جس میں اس آنریبل ہاؤس کے دو ممبر بھی شامل ہیں، محمود خان صاحب بھی اور ڈاکٹر حیدر علی خان صاحب بھی کہ آپس میں بیٹھ کر کریں تو کل میں سی ایم صاحب سے اس سلسلے میں، کل تو نہیں Monday کو رابطہ کروں گا کہ اب Latest کیا صورتحال ہے؟ چونکہ گورنر ہاؤس کہتا ہے کہ یہ اختیار ریگولیشن کے تحت ہمارے پاس ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اختیار آئین کے آرٹیکل کے تحت، کانسٹی ٹیوشن آف پاکستان کے تحت ہمارے پاس ہے، آرٹیکل 105 کے تحت یہ ہمارے پاس ہے، اس کے تحت یہ ہمارے پاس ہے، اور جہاں پر کوئی اس طرح ایشو آجائے گا، تو کانسٹی ٹیوشن جو ہے، وہ سپریم ہے، تو یہ ایشوز یہ باتیں دونوں آفسز کے درمیان ہو رہی ہیں اور I hope کہ ان شاء اللہ اگلے Week تک اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

Madam Deputy Speaker: Insha Allah you are going to see the Chief Minister on Monday.

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن، اسٹیبلشمنٹ و صوبائی معائنہ ٹیم): ایک منٹ، میں Quote کرتا ہوں آرٹیکل کو، جو سپورٹ کرتا ہے پراونشل گورنمنٹ کے سٹینڈ کو اور چیف منسٹر کے سٹینڈ کو:

Under Article 105 of the Constitution the advice of the Cabinet and or the Chief Minister is binding on the Governor, further under proviso to Article 105 Clause (1) within ten days the Governor shall act in accordance with the reconsidered advice. Article 247 of the Constitution Clause (1) expressly describes that the executive authority of a Province shall extend to the Provincially Administered Tribal Areas therein. Reading Article 105 together with Article 247 Clause (1) the advice of the Chief Minister is binding on the Governor in relation to exercise of the executive authority in the Provincially Administered Tribal Areas. Under eighteenth constitutional amendment, all matters related to higher education except setting standards in institutions of higher education have been devolved to Provinces including appointments of Vice Chancellors in the Universities.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹھیک دے ، You are a member of that Committee کنہ ڈاکٹر صاحب؟

Dr. Haidar Ali (Parliamentary Secretary for Anti Corruption): Yes. Since April, 2010 all previous Vice Chancellors, appointed in the Universities of Swat, Malakand, Sheringal Upper Dir, Chitral and Buner have been appointed by the Chancellor on the advice of the Chief Minister of KP-----

Madam Deputy Speaker: Okay.

Parliamentary Secretary for Anti Corruption: And the most recent case of appointment of acting Vice Chancellor in Swat University, filed under WP No. 500M 2017, the judgment says that the Provincial Government must issue a notification in this behalf, since the Provincial Government is headed by the Chief Minister, therefore, this concurrence to the decision is necessary and binding. The University of Swat Regulation 2010 was promulgating before the enactment of eighteenth amendment, therefore, the power of the Chancellor to appoint Vice Chancellor on the recommendation of Search Committee have become redundant and subject to the

advice of the Chief Minister, KP. Under the Swat University Regulation 2010, there is no such provision that empowered the Chancellor to reinterview persons, already interviewed and recommended by the Search Committee. Holding interviews of candidates after the Search Committee recommendations can not be legally justified.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے But you are a member of that Committe کنہ ډاکٹر صاحب؟ ډاکٹر صاحب!

Parliamentary Secretary for Anti Corruption: Yes, we are members of the Committee but this House is supreme.

Madam Deputy Speaker: No, this House is supreme but what my piece of advice? My piece of-----

Parliamentary Secretary for Anti Corruption: And this House decides something unanimously that should be binding on each and every Government Institution including the Committees.

Madam Deputy Speaker: Exactly yeah; but what I am saying? as Mushtaq Ghani Sahib is saying that he is going to see, is not going to see but the Minister, the Chief Minister is already discussed it next week, so please when you sit with him, you take the Committee along with you, along with these rules and you finalize it all, نہ ہوا تو پھر یہاں کچھ کریں گے ٹھیک ہے، تھینک یو۔

جناب جعفر شاہ: میڈم سپیکر، اس میں Just on half minute میری گزارش یہ ہوگی حکومت سے کہ ان دو بڑوں کی لڑائی جھگڑے میں، اور یہ تو قانونی مسئلہ ہے، Advocate General should have been sit here in the Assembly، اس طرح ہے کہ وہ اپنی بھی رائے دے سکتے ہیں لیکن یہ ہے کہ I think it should be resolved, I would request، کہ یہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کو Resolved کریں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: انہوں نے Promise کرلیا ہے، منسٹر آف ہائر ایجوکیشن نے، He has promised that he is going to sit with the Chief Minister next week, but what I am saying کہ جب وہ بیٹھیں گے تو وہ اکیلے نہ بیٹھیں اپنی کمیٹی کو لے جائیں، یہ رولز اینڈ ریگولیشن، میرا مطلب یہ ہے، ٹھیک ہے، تھینک یو، یہ Leave application ہیں اور پھر کال

اٹینشن ہے، منسٹر صاحب ابھی کوئی نہ جائے جی، Let me finfish this، کیا ہے؟ اوکے، شوکت صاحب، یونیورسٹی کا ہے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی: خیبر پختونخوا ایک صوبہ ہے، اور اس کو لوگوں نے مینڈیٹ دیا ہوا ہے، اس مینڈیٹ کے تحت یہ صوبہ چل رہا ہے، اگر فیصلے وفاق نے اس طرح کرنے ہیں کہ ایک گورنر بیٹھا کر وہ سارے ایک قسم کے وہ بن جائیں کہ جی کوئی فیصلہ نہیں ہوگا تو یہ ادارے کیسے چلیں گے؟ تو یہ اس اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی ہے، اس اسمبلی نے فیصلہ کیا ہے، ایکٹ منظور ہوا ہے تو مہربانی کرکے، یعنی کچھ پوچھ کچھ تو ہونی چاہیئے نا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: منسٹر نے ایشورنس فلور پر دے دی ہے نا، منسٹر نے فلور پر ایشورنس دے دی ہے۔

جناب شوکت علی یوسفزئی: ایشورنس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کہ Next week وہ بیٹھیں گے چیف منسٹر کے ساتھ، اگر نہ ہوا تو پھر آ جائیں۔

جناب شوکت علی یوسفزئی: میڈم، کوئی حیثیت تو ہے نا اس اسمبلی کی؟ اگر آپ اس اسمبلی کی حیثیت بنانا چاہتی ہیں تو بنا سکتی ہیں، اگر نہیں بنانا چاہتیں تو آپ کی مرضی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر حیدر، جی جی منسٹر صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): اصل میں میڈم، جو ہمارا یونیورسٹی ایکٹ ہے وہ ملاکنڈ ڈویژن پر Extend نہیں ہوا اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں، وہ وہاں پر، اور ہمارے کئی رولز جو ہیں جیسے آر ٹی آئی، رائٹ تو سروسز ہے اور کئی ہیں جو باقی صوبے میں ہیں لیکن پاٹا میں وہ Extend نہیں ہوئے، اب یہ جو گورنر صاحب۔۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Shoukat Sahib! Let him finish them.

معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم: اب یہ جو گورنر صاحب اس کا سہارا لے رہے ہیں، یہ ریگولیشن ہے، اور یہ اس سے پہلے کا تھا، یہ جب امنڈمنٹ آئی تھی Eighteenth amendment سے پہلے کا وہ ریگولیشن ہے، Redundant ہے۔ اب چونکہ کانسٹی ٹیوشن کے آرٹیکل 105 میں یہ ساری چیزیں جیسے ڈاکٹر حیدر علی صاحب نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں، بڑی کرسٹل کلیئر ہیں تو اس میں اب ہم نیکسٹ ویک پر بیٹھیں گے، چیف منسٹر صاحب کے ساتھ اور ڈیٹیل میں یہ جو کمیٹی ہے اس کو ساتھ لے کر ہی ہم ملیں گے اور یہ

ساری چیزیں ان کے سامنے رکھیں گے، تاکہ وہ اپنا جو Decision ہے، ایک آخری فیصلہ کرلیں اور جو آخری فیصلہ صوبے کا چیف ایگزیکٹیو کرے گا وہی آخری فیصلہ ہوگا، آئین بھی یہی کہتا ہے۔

Madam Deputy Speaker: We will take that forward, Okay, thank you very much. Few leave .ji, خو، ډاکټر صاحب، Next week ملاویږی

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن، اسٹیبلشمنٹ وصوبائی معائنہ ٹیم): وہ Extend ہو رہی ہے، وہ بھی وفاق کی، وہ بھی Through Governor and through President وہ ریزولیوشن Extend ہو رہی ہے، وہ بھی Extend نہیں ہو رہی ہے، اور جو ہم ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، بار بار Unanimously ریزولیوشن لاتے ہیں، اس کے پیچھے وہ Extend لاتے ہیں تو اگر یہاں پر حکم کسی ایک بندے کا چلتا ہے اور سارے ہاؤس کی اس طرح بے حرمتی ہوتی ہے تو کم سے کم میں تو اس اسمبلی میں بیٹھنے کا خود کو مجاز نہیں سمجھتا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: چیف ایگزیکٹیو Next week بیٹھے گا، چیف ایگزیکٹیو ڈائریکشن دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ وصوبائی معائنہ ٹیم: یہ اگر اس طرح ہوتا ہے کہ ایک بندہ فیصلے کرتا ہے، پھر اس ہاؤس کا اور خاصکر ملاکنڈ کے جو منتخب ممبران ہیں، ان کا پھر یہاں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں۔

Madam Deputy Speaker: Dr. Sahib! Please you listen to me. هغه د رته بار بار وائی چې We are going to sit with the Chief Executive، Next week به فیصله را کړئ، هغه چې Way forward را کړی، مونږه به د هغې According خو۔

اراکین کی رخصت

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی Leave applications ہیں، مسماۃ رقیہ، الحاج ابرار حسین، افتخار مشوانی، انور حیات، سکندر شیرپاؤ، اکبر ایوب خان، ملک قاسم، اعظم خان درانی، شیراز خان، اعظم خان، اکرام اللہ گنڈا پور، مسماۃ نسیم حیات، انیسہ زیب، سردار محمد ادریس، فخر اعظم، Leave may be granted۔

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: Okay, leave granted.

توجہ دلاؤ نوٹس

محترمہ ڈپٹی سپیکر: یہ کال اٹینشن، منسٹر صاحب آپ کے لئے بھی ہے، کال اٹینشن ہے یہ آئٹم نمبر 7 ہے اور عبدالستار خان جی۔

جناب عبدالستار خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ میڈم، میں وزیر قانون، ریونیو منسٹر اور ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ داسو ڈیم کوہستان، سکی کناری ڈیم مانسہرہ میں زمین کے حصول کے لئے، املاک کی قیمتوں کا تعین نہ ہونے سے اور دیگر مسائل سے ان پراجیکٹ کے متاثرین کو سخت مشکلات ہیں، لہذا عوامی مسئلے کا حل نکالا جائے، میڈم سپیکر، یہ بہت آؤٹ سٹنڈنگ ہمارے اس علاقے کے لوگوں کا ایک بہت اہم مسئلہ میں نے آج ایوان کے سامنے رکھا ہے، یہ کوئی عام کسی ایک فرد کے حوالے سے نہیں ہے، کسی ایک مسئلے کے حوالے سے نہیں ہے میڈم سپیکر، ہمیں خوشی ہے کہ کوہستان میں اس ملک کا ایک سب سے میگا پراجیکٹ داسو ڈیم جو چار ہزار دو سو بیس میگاواٹ کا ہمارے صوبے میں ہمارے ضلع میں اور خصوصاً میرے حلقہ انتخاب میں شروع ہوا ہے، اور یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے، تقریباً ایک لاکھ کنال زمین، آباد اور غیر آباد زمین اس پراجیکٹ سے متاثر ہوتی ہے۔

Madam Deputy Speaker: You carry on, Okay.

جناب عبدالستار خان: اسی طرح مانسہرہ میں سکی کناری ڈیم جو میاں ضیاءالرحمان صاحب کے حلقے میں کاغان ویلی میں شروع ہے 700 میگاواٹ کا، اور اسی طرح قومی نوعیت کا حویلیاں سے، برھان سے تھاکوٹ تک جو سی پیک کے پراجیکٹ ہیں، اس میں زمین کے حصول کے لئے قیمتوں کے تعین کا مسئلہ پورے اس ریجن کے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث ہے، ہم نے کوشش بھی کی ہے، میں نے اپنے علاقے کے لوگوں کی کمیٹی بنا کر سی ایم صاحب سے ملاقات بھی کی ہے، سی ایم صاحب نے مقامی مارکیٹ کے اصول کے مطابق اس کے ریٹ کو متعین کرنے کا کہا تھا، مقامی مارکیٹ ریٹ جو ہمارا قومی چارٹر آف ڈیمانڈ ہے ہم نے واپڈا کو دیا ہے، ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو دیا ہے، جو ہم نے ورلڈ بینک کو بھی دیا ہے، لیکن بات آکر ایک ہی مسئلے پر اٹکتی ہے وہ یہ کہ ورلڈ بینک، واپڈا اور فیڈرل گورنمنٹ، انہوں نے ہمیں کلیئر کر دیا ہے کہ ایکوزیشن آف لینڈ اور قیمتوں کا تعین، Price fixation، یہ Wholelly solely Collector نے کرنا ہے، پراونشل گورنمنٹ نے کرنا ہے اور مقامی ڈی سی نے کرنا ہے۔ میرے خیال میں بٹگرام کے لوگوں کو بھی یہ پریشانی ہے، جو یہاں سے سی پیک گزرتا ہے، ایبٹ آباد کے لوگوں کو بھی یہ پریشانی ہے، مانسہرہ کے لوگوں کو بھی یہ

پریشانی ہے اور کوہستان کے لوگوں کو بھی، شانگلہ کے لوگوں کو بھی، میڈم سپیکر! وہاں پہ جو مقامی مارکیٹ ہے، جو قیمت مقامی طور پر ڈی سی مقرر کرتا ہے وہ اس سے چار گناہ زیادہ ہے، اس وجہ سے عوام اٹھتے ہیں بار بار پراجیکٹ کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، آج تک زمین کے پیسوں کی ان کو ادائیگی بھی نہیں ہوئی ہے تو یہ مسئلہ کسی وقت بھی اس ریجن میں یہ جو میگا پراجیکٹ کے حوالے سے اٹھ سکتا ہے، جس کی بات ہماری صوبائی گورنمنٹ پر ہی آئے گی، میں نے اپنی فیڈرل گورنمنٹ، چونکہ وہاں پہ میری پارٹی کی حکومت ہے، میں نے اپنے ان مسائل پر ہمیشہ، ان کے خلاف میرے پاس وفد آیا اور میں نے 2010 میں چارٹر آف ڈیمانڈ پیش کی تھی، جس میں پراونشل گورنمنٹ نے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے، سی ایم صاحب نے کمشنر نے، ڈی سی نے یہ معاہدہ تسلیم کیا تھا کہ مقامی مارکیٹ کے حساب سے جو وہاں پہ آپس میں لوگوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس حساب سے قیمتوں کا تعین کیا جائے گا۔ لیکن چار سال سے نہیں ہو پا رہا ہے، اس وجہ سے داسو ڈیم کا بھی، لوگوں نے مطالبہ کیا ہے، کہیں کسی جگہ پہ کام بھی بند کیا ہے اور ہمیں بہت بڑی پریشانی پیش آ رہی ہے، کیونکہ چائنیز کمپنیز آئی ہیں، واپڈا Full-fledged وہاں پہ کام شروع کر رہا ہے اور بیچ میں یہ مسئلہ آ رہا ہے جس کی وجہ سے مانسہرہ میں بھی، سی پیک پراجیکٹ میں بھی، بٹگرام میں بھی اس کے لئے لوگ اٹھے ہیں اور ہمارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی جا رہی ہے۔ میڈم سپیکر! آپ میرا یقین کریں، یہ کوئی عام بات نہیں ہے جو زمین ہماری چالیس لاکھ کی ہے وہ ہم سے تین لاکھ میں لے رہے ہیں۔ اس میں لاکھوں ایکڑ زمین، ہماری املاک اس میں گورنمنٹ لے رہی ہے اور چونکہ ہمارا علاقہ Settlement area بھی نہیں ہے، وہاں پہ کوئی انتقال کا نظام نہیں ہے تو اس لئے سی ایم صاحب نے اس پہ Agree کیا تھا، ہمیں لکھ کے دیا تھا کہ مقامی مارکیٹ کے حساب سے زمینوں کی قیمتوں کا تعین ہوگا۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی، لاء منسٹر پلیز۔

<u>جناب عبدالستار خان:</u> اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ صرف ایک سوال میڈم سپیکر، یہ ادھر بحث کر کے وہ نہیں ہے، اس سوال پہ پوری Detailed discussion کریں، اس پر کوئی کمیٹی آپ قائم کریں جس میں یہ ان علاقوں کے جو عوامی مسائل ہیں املاک کا حصول، زمین کی ایکوزیشن کا، Price fixation کا یہ ہمارے ساتھ طے کریں تا کہ یہ بڑے پراجیکٹ بروقت تکمیل ہو سکیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: قلندر لودھی صاحب، قلندر لودھی صاحب کا مائیک پلیز آن کر دیں۔

حاجی قلندر خان لودھی: میڈم سپیکر، ستار خان نے جو بات لائی ہے یہ بہت ہی اہمیت کی بات ہے اور یہ بحران، ہمارا پورا صوبہ جو ہے، خصوصاً ہزارہ ڈویژن جو ہے اس میں ایبٹ آباد کی بہت ہی مہنگی زمین ہے، وہاں سارا جو یہ سی پیک جارہا ہے وہ پی کے 46 سے بھی جارہا ہے جو کہ میرا ذاتی حلقہ ہے۔ میں پورے ہزارہ ڈویژن کی اور پورے صوبے کی بات کرتا ہوں، اس پر بہت زیادہ میٹنگ بھی ہو گئی ہیں، سی ایم صاحب اس میں بہت زیادہ انٹرسٹ لے رہے ہیں، وہ فلیٹ ریٹ کی بھی بات کرتے ہیں اور اس پر کوئی اس کی ذمہ داری بھی نہیں لیتا، وہ ڈی سی کو کہتے ہیں کہ آپ اور کمشنز اور یہ لوگ مقامی طور پر اس کا بیٹھ کے فیصلہ کریں، وہ لوگ بھی اس چیز سے بھاگ رہے ہیں کہ کل ہم کیا کریں گے؟ یہ ایک بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اور اس میں بڑی پریشانی ہے، اس میں سی ایم صاحب بڑے Anxious بھی ہیں اور اس میں بڑا انٹرسٹ بھی لے رہے ہیں، وہ روزانہ ہم کو یہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسی چیز لا کے دو جس پر ہم پھر ایسا کریں کہ پراپر اس پہ یہ بات ہو جائے، تو اس لئے ان کی بات کو میں سپورٹ کرتا ہوں، گورنمنٹ خود اس کو سپورٹ کر رہی ہے کہ اس چیز کو، اس ایشو کو ہم مارک اپ پہ دے دیں یا جو فلیٹ ریٹ ہے اس پر ان زمینوں کو، ان زمینداروں کو پیسے ملیں گے تو یہ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ہزارہ ڈویژن کے لوگوں کو اور سارے لوگوں کو، پورے صوبے کے لوگوں کو کہ ابھی تک کسی نے ایسی Agitation نہیں کی۔ چونکہ یہ قومی منصوبہ ہے ہر کوئی اس کی Importance کو، اور یہ سب لوگ برداشت کر رہے ہیں لیکن یہ ان فارمر کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے، ان کے لئے واقعی ایک سنجیدہ، جس طرح سی ایم صاحب ہیں، اس پر کوئی Decision بھی آنا چاہیئے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون، پارلیمانی امور وانسانی حقوق): شکریہ۔ میڈم سپیکر، عبدالستار خان کے توجہ دلاؤ نوٹس مذکورہ کا تعلق Partially ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور وفاقی حکومت سے بھی اس کا تعلق ہے، کیونکہ یہ داسو ڈیم جو ہے Totally یہ ECNEC جو کہ Executive Committee of National Economic Council، جس کو وزیر اعظم اور وزیر خزانہ چیئر کرتے ہیں اور یہ تقریباً سات بلین ڈالر کا پراجیکٹ ہے جو کہ یقیناً اس علاقے میں اس پراجیکٹ سے خوشحالی اور ترقی آئے گی، لیکن

جہاں تک ان کا یہ کوئسچن بالکل Valid ہے کہ وہاں مقامی ریٹس کے مطابق لوگوں کو، لوگوں میں خوف و ہراس بھی ہے پریشان بھی ہیں کہ جہاں پہ ایک کنال زمین کی قیمت تین لاکھ ہے وہاں وہ زمین کس طرح دس ہزار فی کنال دیں گے؟ تو اس کے لئے میرے خیال میں ایک اپنا قانون ہے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ، ڈی سی، With the Deputy Collector کے ساتھ بیٹھ کے گزشتہ یک سالہ تیار کرتے ہیں، اسی یک سالہ کے تحت، اب دیکھتے ہیں کہ گزشتہ ایک سال میں کتنے انتقالات ہوئے ہیں اور کس ریٹ کے ساتھ یہ انتقالات ہوئے ہیں، تصدیق ہوئے ہیں؟ تو اسی ریٹ پہ وہ پھر Further جو ہے وہ کارروائی ہوتی ہے۔ تاہم اس کو ہم Fully support کرتے ہیں، ہماری کوشش ہوگی جیسے قلندر لودھی صاحب نے کہا کہ ان شاءاللہ کسی کو نقصان پہنچانے کی قطعاً ہماری یہ صوبائی حکومت جو ہے وہ اس کی کوشش نہیں کرے گی ان شاءاللہ۔ ہم ان کو Fully support کریں گے اور سی ایم صاحب کے ساتھ بھی بات کریں گے۔ شکریہ۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو، جی، مشتاق غنی صاحب۔

<u>جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم):</u> یہ جو ستار خان نے بات کی ہے اس کا کوئی حل نہیں نکل پا رہا، وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے ہیں کہ یہ مارکیٹ ویلیو پہ ہو اور انہوں نے صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنرز کو بلایا، میٹنگز کیں، لیکن چونکہ مارکیٹ ویلیو، ڈی سی ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کل ہم احتساب میں یا کسی دوسری جگہ پہ پھنس نہ جائیں۔ ایک ہی ایریا میں ایک جگہ زمین کی ویلیو کچھ ہے، دس قدم پہ کچھ اور ہے، میں وہی اپنے ریٹ سے دینا چاہتا ہوں، یہ اپنے ریٹ سے، تو اس مسئلے کا حل نہیں نکل رہا، جس سے کہ لوگ بے حد پریشان ہیں۔ جیسے لودھی صاحب نے کہا میرے حلقے سے بھی یہ سی پیک گزر رہا ہے اور وہاں لوگوں سے کوڑیوں کے دام ان سے زمینیں لی جا رہی ہیں اور وہ سارا ایسا اربن ایریا ہے، شہر کے اندر ہے میری تو Urban constituency ہے تو اس کا کوئی اس ایوان کے اندر سے ہمیں حل نکالنا چاہیئے کہ ہم کیا کریں آیا کسی کمیٹی کو ریفر کریں اس میں اس کے اوپر Deliberation ہو، متعلقہ محکمے آئیں، کوئی ہمیں Suggestions دیں، کوئی طریقہ کار واضح ہو، کیونکہ ڈپٹی کمشنرز Totally they are reluctant کہ جی ہمارے پاس کوئی وہ یک سالہ فارمولا تو ہے کہ اس میں ایک Average value نکال لیتے ہیں، But اس کی جو مارکیٹ ویلیو کا کوئی فارمولا نہیں ہے اور وہ ڈرتے ہیں کہ کل یہ بات ہمارے گلے کا پھندہ کہیں

نہ بن جائے، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو پارہا۔ تو اس لئے آپ اس کے اوپر کوئی سوچ بچار کر لیں، اپنے لیگل ایڈوازر سے مشورہ کر لیں اور اس کی ریونیو کی کمیٹی میں اس کو بھیجتی ہیں یا کسی بھی اور کمیٹی میں تاکہ وہاں اس کے اوپر ڈپٹی کمشنرز کے بھی نمائندے بیٹھے ہیں اور ایس ایم بی آر بھی بیٹھے ہیں اور سارے لوگ بیٹھے ہیں اور اس پہ بیٹھ کے ہم کوئی اس کا اس فورم سے کوئی 'سلوشن' نکال سکیں Otherwise یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: What? Ji, Sattar Khan.

<u>جناب عبدالستار خان</u>: میڈم، بڑی اچھی بات کی ہے دونوں منسٹر صاحبان نے، میڈم، چونکہ میں اس میں تھوڑا Involve بھی رہا ہوں یہ بھاشا ڈیم میں آپ کے صوبے کی طرف سے جو وہ آیا تھا اس میں، میں وکیل بھی رہا ہوں اس صوبے کا، تو مجھے جو Non-settlement area ہے اس کے بارے میں تھوڑا قانونی علم ہے، یہ ریٹ طے ہوتا ہے دو طریقے سے، ایک جو منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یک سالہ، پنج سالہ وہ سیٹل ایریا کے لئے ہے، جو علاقے نان سیٹلڈ ہیں، بندوبست نہیں ہے وہاں پہ ان علاقوں میں، اس میں ورلڈ بینک کی بھی یہ پالیسی ہے، واپڈا کی بھی یہ پالیسی ہے، وہاں پہ Private negotiation کی جاتی ہے، میڈم سپیکر، یہ Negotiator rate طے ہوتا ہے جس میں تمام سٹیک ہولڈرز مل کر مالکان زمین، پراونشل گورنمنٹ، فیڈرل گورنمنٹ، واپڈا، ورلڈ بینک بیٹھ کر مذاکرات کر کے اس کو Negotiator rate دیتے ہیں اور اس پہ جو بھی Agreement مقامی مارکیٹ کا طے ہوتا ہے تو اس پہ واپڈا کو، فیڈرل گورنمنٹ کو اختلاف نہیں ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے ڈی سی نے، آپ کی صوبائی حکومت نے، وہ کام آپ کی صوبائی حکومت نے کرنے ہیں، اگر پرائیویٹ Negotiate کرتے ہیں تو پھر بھی ہم Agree ہیں، یک سالہ، پنج سالہ کرتے ہیں تو پھر بھی Agree ہیں، وہ کہتے ہیں کسی بھی طریقے سے آپ Negotiator rate کر کے ہمیں دے دیں وہ ہم ماننے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری یہ بات ہماری صوبائی حکومت اور ہمارے کلیکٹر جو ڈی سی ہوتا ہے اس پہ آتی ہے کہ وہ Negotiator rate قوم کے ساتھ بیٹھ کر طے کرے تو یہ مسئلے کا حل ہے۔ اس کا حل Private negotiation نہیں میڈم سپیکر، اس کے لئے کوئی ہائی لیول کمیٹی بنائیں، جس طرح منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ پورے ریجن کے لوگوں کا مسئلہ ہے۔ آپ مجھ پر یقین نہ کریں

میڈم سپیکر، آپ ریکارڈ چیک کریں کہ جہاں پہ ہری پور سے لیکر کوہستان تک جن لوگوں کی زمین تیس لاکھ کی ہے انہوں نے تین لاکھ میں لی ہے، اربوں کا کھربوں کا ہمارے لوگوں کا نقصان ہوا ہے اس میں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عبدالستار خان، I fully agree with you and I remember کہ جب یہ حیات آباد بن رہا تھا تو حیات آباد کا علاقہ جو تھا تو اس کو اب یہاں اس فورم پہ کہوں کہ نہ کہوں، My husband was a legal advisor تو اس وقت بھی یہ Private negotiations سے لیا گیا تھا، یہ حیات آباد چٹیل میدان تھا، یہاں کچھ بھی نہیں تھا، یہاں آفریدی لوگ تھے، کوئی بات نہیں بن پا رہی تھی کہ اس کو کس ریٹ سے لیں، کس سے نہ لیں، And than private negotiation وہاں پہ ہوئی اور وہاں پہ Settelment ہوئی تو I understand جو یہ سیکنڈ پوائنٹ ہے تو میرا As a Deputy Speaker but what I would Suggest, I would suggest، ہاں میں Suggest کرتی ہوں کہ The Law Minister اور آپ Because you are directly involve ہیں، مشتاق غنی صاحب تو چلے گئے ہیں I mean the people who are actually جو کہ سٹیک ہولڈرز ہیں جو Affect ہو رہے ہیں وہ۔۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: میڈم! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Let me finish please and then I will give you the chance.

جناب شاہ حسین خان: میں آپ کو آسان کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: زه چې ما خو پورې نه وی خلاصه کړې زه ما ئیک نه شم Let me finish and then I will give you the chance, let me finish what I am saying بھئی ما خو خبرې ته پریږده کنه!

جناب شاہ حسین خان: ما له لږ موقع را کړئ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نه نه زه تا نه پریږدم بس زه خپله خبره کوم۔ What I would say

جناب شاہ حسین خان: ما له لږ موقع را کړئ۔

محترمہ دپٹی سپیکر: Look at him، زه ورته وایم زه خبره خلاصوم Then I am coming back to you, I don't know really what I would suggest کہ جو

سٹیک ہولڈرز ہیں جیسے ستار خان ہیں، قلندر لودھی ہیں، وہ تو نہیں ہیں لاء منسٹر نہیں لیکن Being Law Ministerانہیں ہونا چاہیئے۔اور یہاں سے جو وہEfetedہیں مشتاق غنی صاحب، میرا اپنا یہ خیال ہے کہ یہ کمیٹی بنائیں، پھر سپیکر اور ڈپٹی سپیکر سے جو ہو گا، میں اپنا خود یہی کہتی ہوں کہ شاید یہ Private negotiationsسے ہو گاOtherwiseنہیں ہو گا۔جی،اب بات کریں۔گورہ چې یو کس خبرہ کوی بل پکښې نه کوی خا۔ شاہ حسین کا مائیک آن کر دیں، Okay I am coming back to you Shah Hussain.

جناب شاہ حسین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میډم، ما ستاسو خبره تاسو ته مې لږ آسانوله ما دا خبره کوله۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ما پخپله آسانولې شوه خیر دے۔

(قہقہے)

جناب شاہ حسین خان: دې ستار صاحب چې کومه خبره اوکړه دا ډیره د اهمیت خبره ده دا سی پیک د حویلو نه واخله تر بټګرام او کوهستان پورې ځی۔ زما دا تجویز وو تاسو ته چې دلته دې CPEC کښې کومې کومې ضلعې راځی، د هغې ضلعو نه هر یو ضلعې نه یو یو ایم پی اے واخلئ په کمیټئ کښې-----

(مغرب کی اذان)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شوکت صاحب۔ مائیک آن کړئ د شوکت صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی: میډم، وخت کم دے بانګ ئې وئیلې دے، زه صرف یو تجویز ورکوم، چونکه دا ډیر اهم ایشو ده او دا اسمبلی ته راغلې ده دا که مونږه په قاعده قانون باندې حل کوؤ، نو دا نشی حل کیدې ځکه یو ډپټی کمشنر چې دے د یک ساله نه مخکښې نه شی تلې، هر سړے یریږی۔ چونکه دا Highest forum دے او دې ته دا ایشو راغلې ده، که د دې نه دا اخوا دیخوا کیږی نو دا به نور پیچیده د غه ته ځی ښه دا ده چې تاسو یا خو یو کمیټی اناؤنس کړئ او هغه کمیټی چې ده هغې ته ټائم ورکړئ او هغوی چې دے هغوی به یو فارمولا را اوباسی، د هغې فارمولې تحت به هغه ډپټی کمشنر ته به وینا اوشی نو یو طریقه به جوړه شی Otherwise دا ایشو که مونږه وایو چې انتظامی طور باندې حل

کول غواړو نو دا پالیسی نشته۔ د یک ساله نه مخکښې هغوی نشی تلې نو دغه زما Suggestion دے که تاسو خپل دا کمیټی دلته نه جوړه کړئ او یا ئې د ریونیو کمیټی ته ئې حواله کړئ چې هغوی ئې Decide کړی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شوکت صاحب! زما لیګل ایډوائزرز چې دلته دی، هغوی هم دغه دغه راکړلو چې کوم تاسو وائې چې There should be a Special Committee for this and someone suggested, chits راروان دی ډیر، Someone say May ask from the Law Minister and referred to the چې لکه Committee of law، دغه هم یو Possibility ده چې Committee of law ته ځی او یا سپیشل کمیټی۔

جناب شاہ حسین خان: لاء کمیټئ ته تلل پکار دی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: لاء کمیټیئ ته؟

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ وصوبائی معائنہ ٹیم): میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، ډاکټر صاحب تاسو څه وائې؟ ډاکټر صاحب۔ ډاکټر حیدر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ وصوبائی معائنہ ٹیم: زه د دې خبرې سپورټ کومه او یو پکښې Add کومه چې د Land Acquisition Act لاندې ایګریکلچر لینډ چې دے هغه د Construction purposes د پاره استعمالول چې دی هغه منع دی خو د هغې باوجود زمونږه چې څومره هم کنسټرکشن روان دے د ګورنمنټ، چې څومره Purposes دی د هغې د پاره Construction دے، په هغې کښې ټولو کښې Prime agriculture land چې دے هغه ډیپارټمنټ ځی ریونیو ډیپارټمنټ ورسره ملاؤ وی او هغه په یک ساله باندې چې کوم هغه Minimum price دے په هغې باندې د خلقو نه اخلی، ځائې په ځائې باندې Litigations دی، ځائې په ځائې باندې Section 4 لګی، Section 17 ته رسی او De-notify کیږی۔ زما خپله د 2008-09 پراجیکټس تر اوسه پورې په دیکښې انبنتی دی نو مهربانی د اوشی دا یو سیریس ایشو ده، په دې باندې Deliberation خامخا پکار دے او یو سیریس کمیټی پکار ده۔ یو لویه کمیټی پکار ده چې د هرې ضلعې نمائندګی پکښې وی بالکل دا تجویز د شاه حسین صاحب صحیح دے۔

Madam Deputy Speaker: So, I as suggested by law people, the legal.

جناب عبدالستار خان: میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، عبدالستار صاحب کا مائیک آن کر لیں۔

جناب عبدالستار خان: میڈم سپیکر، یہ دو چیزیں ہیں نا کہ جس طرح مشتاق غنی صاحب نے کہا کہ ڈی سی کی مجبوری ہوتی ہے، بنیادی طور پر یہ زمین جو ہے یہ خیبر پختونخوا، ہماری جو حکومت ہے یہ مالک ہے اس زمین کی۔ انہوں نے اس کو دینا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: وہ تو ڈسکس ہو گیا، وہ تو ختم ہو گیا۔

جناب عبدالستار خان: وہ ختم ہوا، اب اس کا حل یہی ہے Private negotiation، اس کے لئے ہاؤس کی ایک سپیشل کمیٹی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: That's what we are saying نہ بس، وہ تو ہو گیا، وہی تو کہہ رہے ہیں دو لوگ۔

جناب عبدالستار خان: جس میں منتخب ممبران بھی ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اب سپیشل کمیٹی کی اناؤنسمنٹ میں یہاں سے تو ابھی نہیں کر سکتی Because it's a very, very sort of you know complex issue ہے تو اس کے لئے ایسی کمیٹی بنانی چاہیئے تو ہم بیٹھ کر، I agree کہ صوبے کے تمام سٹیک ہولڈر تو سارے ہوں، جیسے شاہ حسین نے کہا، عبدالستار نے کہا یہ لوگ تو خوامخواہ بیچ میں ہوں گے، On top of that Law Minister ہو گا، On top of that Advocate General ہو گا، On top of that کوئی اور بھی Interested لوگ ہیں لیکن کمیٹی کا نام میں یہاں نہیں لے سکتی، سیکرٹری صاحب! آپ یہ نوٹ کر لیں میں نے جو جو کہا ہے یہ کمیٹی Because it's a very, very complex issue، یہ ہمارے علاقے میں بھی ہے لیکن ہمارا نقصان اتنا نہیں ہو رہا جتنا ان کا ہو رہا ہے، تو یہ جو ہے یہ ہم ان شاءاللہ Immediately بنائیں گے، اور اس میں Strong لوگ ہم ڈالیں گے جو Vocal ہوں، جو بات کر سکیں اور جو اپنی بات منوا سکیں، تو اس میں آپ بھی ہوں گے اور May be even اگر فیصل سے کہنا پڑے تو یہ دو ایشوز آج بڑے آئے ہیں ایک

یونیورسٹی کا آیا ہے سوات کا، اس پر بہت ضروری ہے، سیکرٹری صاحب! وہ تو مشتاق غنی صاحب نے لے لیا Next week ہم چیک کریں گے اور ایک یہ ایشو ہے These two are very, very serious issues تو یہ آج ہم نے ڈسکس کر لیا، Second call attention ہے لیکن وہ نہیں ہے سردار بابک صاحب کا ہے And Uzma, they are not here تو کال اٹینشن نوٹس نمبر 1275، Lapse ہو گیا۔ Now I readout the order received from the Governor of Khyber Pakhtunkhwa.

Order: "In exercise of the power conferred by Clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Iqbal Zafar Jhagra, Governor of Khyber Pakhtunkhwa, do hereby order that the session of the Provincial Assembly shall stand prorogued on Friday, the 27th October, 2017, after conclusion of its business fixed for the day till such date as may hereafter be fixed."

In pursuance of this order, I hereby prorogue the Assembly session today, thank you.

اس فرمان کی رو سے میں اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرتی ہوں۔

(اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہو گیا)